﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24 — جمعۃ المبارک 06 / اکتوبر 2017ء — 15 محرّم 1439 ہجری قمری ❁ 06 / اخاء 1396 ہجری شمسی — شمارہ 40

جمعہ کی اہمیت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب جمعہ کا دن ہوتا ہے مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ مسجد میں پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور اسی طرح وہ آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ دے کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کردیتے ہیں''۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارہ بیضاء کے پاس نازل ہوگا اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اُس وقت بباعث دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہنچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ مسیح کے زمانہ کے لئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اُس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی۔ اور یہ باتیں کسی اَور نبی کو میسّر نہیں آئیں۔

''یہ تینوں کام جو اس منارہ کے ذریعہ سے جاری ہوں گے ان کے اندر تین حقیقتیں مخفی ہیں۔ اوّل یہ کہ بانگ جو پانچ وقت اونچی آواز سے لوگوں کو پہنچائی جائے گی اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ اب واقعی طور پر وقت آگیا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آواز ہر ایک کان تک پہنچے۔ یعنی اب وقت خود بولتا ہے کہ اُس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف پاک رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں۔ کیوں باطل ہیں؟ اس لئے کہ اُن کے ماننے والے کوئی برکت اُن سے پا نہیں سکتے۔ کوئی نشان دکھا نہیں سکتے۔

دوسرے وہ لالٹین جو اس منارہ کی دیوار میں نصب کی جائے گی اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اُس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ **سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔** اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اُس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی **یَضَعُ الۡحَرۡبَ** جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ **سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔**

غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارہ بیضاء کے پاس نازل ہوگا اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اُس وقت بباعث دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہنچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور اگن بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دنیا کو ایک شہر کی مانند کردیا۔ غرض مسیح کے زمانہ کے لئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اُس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی۔ اور یہ باتیں کسی اَور نبی کو میسّر نہیں آئیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہوگا جیسا کہ بجلی آسمان کے ایک کنارہ میں چمک کر تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کردیتی ہے۔ یہ بھی اِسی امر کی طرف اشارہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دنیا کو روشنی پہنچانے آیا ہے اس لئے اُس کو پہلے سے یہ سب سامان دیئے گئے۔ وہ خون بہانے کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے صلح کاری کا پیغام لایا ہے۔ اب کیوں انسانوں کے خون کئے جائیں۔ اگر کوئی سچ کا طالب ہے تو وہ خدا کے نشان دیکھے جو صدہا ظہور میں آئے اور آرہے ہیں۔ اور اگر خدا کا طالب نہیں تو اُس کو چھوڑ دو اور اس کے قتل کی فکر میں مت ہو کیونکہ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب وہ آخری دن نزدیک ہے جس سے تمام نبی جو دنیا میں آئے ڈراتے رہے۔

غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لئے لگایا جائے گا مسیح کے وقت کے لئے یاددہانی ہے اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ احادیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا اصحاب المَنَارہ ہوگا یعنی اُس کے زمانہ میں اسلامی سچائی بلندی کے انتہا تک پہنچ جائے گی جو اس منارہ کی مانند ہے جو نہایت اونچا ہو۔ اور دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا اُسی کے مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بلند منار پر اذان دیتا ہے تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدّر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں میں ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ**(الصف:10)۔ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے اور اسلامی حجت کی وہ بلند آواز جس کے نیچے تمام آوازیں دب جائیں وہ ازل سے مسیح کے لئے خاص کی گئی ہے اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر اَور کوئی عمارت اونچی نہیں۔ اِسی کی طرف براہین احمدیہ کے اس الہام میں اشارہ ہے جو کتاب مذکور کے صفحہ 522 میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے:— ''بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد''۔ ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد بھی مسجد اقصیٰ ہے کیونکہ وہ صدر اسلام سے دُور تر اور انتہائی زمانہ پر ہے۔ اور ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی منارہ کے قریب ہوگا۔☆'' **(اس عبارت سے متعلق حاشیہ اگلے شمارہ میں (مدیر))**

(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 28 تا 31۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 05 ستمبر 2017ء بروز منگل 12 بجے دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر مکرم مبارک احمد صاحب (ابن مکرم شفیع محمد صاحب آف حیدرآباد ۔سندھ ۔حال نیومالڈن ۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم مبارک احمد صاحب (ابن مکرم شفیع محمد صاحب آف حیدرآباد ۔سندھ ۔حال نیومالڈن ۔یوکے)

30 اگست 2017ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم شفیع محمد صاحب قادیان سے ہجرت کرکے کنری (سندھ) میں آباد ہوئے تھے۔ مرحوم نیک، دعا گو، ہمدرد اور بڑے ملنسار انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرمہ حافظہ خاتون صاحبہ (اڑیسہ ۔انڈیا)

18 اگست 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صابرہ وشاکرہ، قناعت پسند اور غریب پرور خاتون تھیں۔ کیرنگ اڑیسہ میں لجنہ اماء اللہ کے متعدد عہدوں پر کام کے علاوہ لمبا عرصہ بحیثیت زونل صدر بھونیشور زون خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے گہری محبت رکھتی تھیں۔ مرکزی نمائندگان کی بہت عزت کرتی تھیں۔ آپ کو بہت سے بچے بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ نے اپنے اکلوتے بیٹے مکرم مقصود احمد خان صاحب کو سلسلہ کے لئے وقف کیا اور وہ مربی بننے کے بعد آجکل ہفت روزہ بدر قادیان کے نائب ایڈیٹر کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں۔ آپ کے تینوں داماد بھی واقفین زندگی مربیان ہیں۔

2۔ مکرم خلیل احمد صاحب (ابن مکرم منشی محمد جمیل صاحب ۔محمود آباد اسٹیٹ ۔کنری)

16 اگست 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ لگاؤ رکھتے تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❁ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 07 ستمبر 2017ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محمود ہال (مسجد فضل لندن) میں تشریف لاکر مکرمہ جمیلہ عطا صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب مرحوم ۔آف بالھم یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرمہ جمیلہ عطا صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب مرحوم ۔آف بالھم یوکے)

3 ستمبر 2017ء کو لمبی علالت کے بعد 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت نبی بخش صاحب کشمیری رضی اللہ عنہ کی پوتی، حضرت عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی کی نواسی اور حضرت چوہدری میراں بخش صاحب کی بہو تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، قرآن کریم کی خوش الحانی سے تلاوت کرنے والی بہت نیک اور صالح خاتون تھیں۔ خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ والہانہ تعلق تھا۔ بچوں کو بھی ہمیشہ جماعت کے ساتھ وفاداری اور پختہ تعلق قائم رکھنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد اسلم خالد صاحب (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کی خوش دامن تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرمہ نعیمہ شکیل صاحبہ (اہلیہ مکرم پروفیسر شکیل احمد منیر صاحب مرحوم ۔کراچی)

2 ستمبر 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم پروفیسر محمد صاحب مرحوم آف مدراس کی بیٹی اور مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب مرحوم (سابق وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ) کی بھانجی تھیں۔ آپ تدریس کے شعبہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ نے اپنے خاوند کے شانہ بشانہ گھانا، نائیجیریا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں جماعت کی نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والی، غریبوں کی ہمدرد، بہت ملنسار اور نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

2۔ مکرم وسیم محمد صاحب (ابن مکرم جمال محمد صاحب ۔صدر جماعت روڈ کیلا صوبہ اڑیسہ ۔انڈیا)

3 ستمبر 2017ء کو ایک حادثے میں 50 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو مقامی جماعت روڈ کیلا میں صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خدمت دین میں پیش پیش، بہت ہردلعزیز اور فدائی انسان تھے۔ مرکزی نمائندگان کا بہت احترام اور عزت کرتے تھے۔ لازمی چندہ جات کی ادائیگی بڑی باقاعدگی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

3۔ مکرمہ سکینہ جبین صاحبہ (آف پاکستان)

20 اگست 2017ء کو 89 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کرکے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ مرحومہ کو قرآن کریم سے بے حد لگاؤ تھا۔ آپ نے عربی گرائمر کا علم حاصل کرکے قرآن کریم کا ترجمہ سیکھا جو آپ لجنہ کو بھی بڑے شوق سے سکھایا کرتی تھیں۔ آپ کو جماعتی خدمت کا بہت شوق تھا۔ اپنی بہو اور بیٹیوں کو بھی جماعتی کام کرنے سے کبھی منع نہیں کرتی تھیں۔ آپ کو اسلام آباد کے دو حلقوں G8/4 اور G6/1 میں لجنہ کی صدر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ جماعتی لٹریچر کا وسیع مطالعہ تھا۔ تبلیغ کا بھی بڑا شوق تھا اور جماعتی وفود کے ساتھ دوسرے علاقوں میں جاکر تبلیغ کیا کرتی تھیں۔ خلافت سے بے انتہا عقیدت کا تعلق تھا۔ غریبوں کی ہمدرد، چندہ جات میں باقاعدہ، بہت نیک، صالحہ اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

. . . .

❁ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 11 ستمبر 2017ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر مکرم سید خورشید احمد صاحب (ابن مکرم سید بشیر احمد صاحب مرحوم ۔ووکنگ) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم سید خورشید احمد صاحب (ابن مکرم سید بشیر احمد صاحب مرحوم ۔ووکنگ)

30 اگست 2017ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1960ء کی دہائی میں یوکے آکر ووکنگ میں آباد ہوئے اور لمبا عرصہ وہاں صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ اور ریجنل امیر کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ آپ کا گھر 15 سال سے نماز سنٹر کے طور پر استعمال ہورہا تھا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، بہت نیک، دعا گو اور ہمدرد انسان تھے۔ خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرم نظام الدین مہمان صاحب (مربی سلسلہ ۔سیرالیون ۔حال سٹاک ہام ۔سویڈن)

8 اگست 2017 کو 89 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم شیر محمد صاحب نے حضرت مولوی محمد حسین صاحب (المعروف سبز پگڑی والے) کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ 6 سال کی عمر میں آپ کشمیر سے قادیان چلے گئے اور وہاں جاکر حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے گھر میں کام کاج شروع کیا اور پھر ان کی کوشش سے ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوگئے اور مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جامعہ احمدیہ (احمد نگر) سے مبشر کی ڈگری حاصل کرکے میدان عمل میں قدم رکھا۔ آپ کو سیرالیون میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور بڑے پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، سادہ اور درویشانہ طبیعت کے مالک، بہت ہمدرد، بڑی خوبیوں کے مالک ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔

2۔ مکرمہ حلیمہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام نبی صاحب ۔شیخوپورہ)

8 جولائی 2017ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1974ء میں اپنے خاوند کے ہمراہ بیعت کرکے جماعت میں داخل ہوئیں اور شدید مخالفت کے باوجود اپنے ایمان پر قائم رہیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے والی، ملنسار، صابرہ وشاکرہ اور مہمان نواز خاتون تھیں۔

3۔ مکرمہ منصورہ مشتاق صاحبہ (اہلیہ مکرم مشتاق احمد خان صاحب ۔کورنگی ۔کراچی)

14 فروری 2017ء کو 42 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو لجنہ اماء اللہ کراچی کی قیادت نمبر 14 میں نائب صدر لجنہ اور پھر صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نہایت خوش اسلوبی اور ذمہ داری کے ساتھ اس خدمت کو بجالاتی رہیں۔

4۔ مکرمہ انیسہ الرحمٰن صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد الماجد صاحب ۔دارالیمن وسطی ربوہ)

2 جون 2017ء کو 58 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، خلافت سے محبت رکھنے والی بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔

5۔ مکرم محمد رفیق صاحب (صدر جماعت چاہ بی بی والا ۔ضلع لودھراں)

2 ستمبر 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے سیکرٹری رشتہ ناطہ ضلع لودھراں کے علاوہ مقامی صدر اور سیکرٹری اصلاح وارشاد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق، معاملہ فہم، غریبوں کے ہمدرد، چندہ جات میں باقاعدہ، خلافت اور نظام جماعت کے اطاعت گزار، بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

6۔ مکرمہ زینب بی بی صاحبہ (آف ربوہ)

13 مارچ 2017ء کو 69 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنے بہن بھائیوں میں اکیلی احمدی تھیں اور ہمیشہ بڑی ثابت قدمی کے ساتھ اپنے ایمان پر قائم رہیں۔ میاں کی وفات کے بعد نہایت صبر وشکر کے ساتھ وقت گزارا اور بچوں کی بہترین رنگ میں پرورش کی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو، تہجد گزار، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

. . . .

تحریک جدید کا مالی سال 2017ء

31 اکتوبر کو تحریک جدید کا مالی سال اختتام پذیر ہو رہا ہے۔

تمام امرا، مبلغین انچارج اور صدران جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ 31 اکتوبر سے پہلے پہلے وعدہ جات کے مطابق سو فیصد وصولی اور اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مخلصین کو شامل کرنے کے لئے جو ٹارگٹ دیا گیا ہے اس کو پورا کرنے کی بھر پور کوشش فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 467

مکرم رابح مصطفی صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم رابح مصطفی محمود محمد یحییٰ صاحب آف مصر کے احمدیت کی طرف سفر کا ایک حصہ پیش کیا تھا، موجودہ قسط میں ان کے اس ایمان افروز سفر کا باقی حصہ پیش کیا جائے گا۔ وہ بیان کرتے ہیں:

دین اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے میں نے سب سے پہلے قرآن کریم کا گہرا مطالعہ شروع کیا اور تفسیر ابن کثیر بھی ساتھ رکھ لی۔ لیکن محسوس کیا کہ ابن کثیر کی تفسیر اکثر اوقات آیت کے مفہوم کو بھی واضح نہیں کرتی۔ چنانچہ میں نے کہا کہ میں عربی ہوں اور عربی زبان جانتا ہوں اس لئے مجھے خود ہی قرآن کریم کے معانی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آدمؑ کی جنت کی حقیقت

قرآن کریم کا اس طریق پر گہرا مطالعہ کرتے کرتے جب میں آیت کریمہ : {قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا} تک پہنچا تو سوچ میں پڑ گیا۔ کیونکہ عربی زبان میں دو کے لئے الگ صیغہ آتا ہے اور دو سے زیادہ کے لئے جمع کا صیغہ آتا ہے۔ اب جنت سے نکلنے کا حکم اگر صرف آدم اور ان کی بیوی کو تھا تو دو کو مخاطب کرنے والا صیغہ استعمال کرنا چاہئے تھا۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ دو کے صیغہ کا علم نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اِهْبِطُوْا کہہ کر جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا؟ یہی نہیں بلکہ اسکے آگے جَمِيْعًا کی تاکید بھی لگا دی۔ یہاں پر معًا میرے ذہن میں آیا کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ابلیس بھی تو وہیں تھا، اور جمع کا صیغہ اس کو ساتھ ملانے کی وجہ سے استعمال ہوا ہے۔ اس کا جواب یہ تھا کہ دیگر آیات کھول کر بیان کر رہی تھیں کہ آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ابلیس کو تو پہلے ہی جنت سے نکال دیا تھا۔ پھر وہ دوبارہ وہاں کیسے آ گیا؟ اور جس کو اللہ تعالیٰ کہیں سے نکال دے وہ اللہ کی اجازت کے بغیر وہاں دوبارہ نہیں جا سکتا۔ اس لئے ابلیس کو آدمؑ اور اس کی بیوی کے ساتھ شامل کرنا ممکن نہیں۔

یہ پڑھنے کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ آدم اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں اکیلا نہ تھا بلکہ اور لوگ بھی تھے جن کی طرف وہ رسول ہو کر آیا تھا۔ اور یہ جنت مجازی تھی جہاں ابلیس بھی پہنچ سکتا تھا، اسی لئے اس کی اتباع نہ کرنے کی آدم اور اسکی قوم کو تلقین کی گئی تھی۔

اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد میں نے کہا کہ اگر میں کسی کے سامنے یہ بات بیان کروں گا تو لوگ کہیں گے کہ یہ تفسیر تمام بڑے بڑے علماء کے فہم کے خلاف ہے۔ اگر یہ تفسیر صحیح ہوتی تو صرف تم جیسے پر ہی آشکار نہ ہوتی جسے صحیح طور پر قرآن بھی پڑھنا نہیں آتا بلکہ اسے وہ علماء بھی بیان کرتے جنہوں نے اپنی عمریں دینی علوم کے فہم میں صرف کر دیں۔

دعا اور احمدیت سے تعارف

یہ سوچ کر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی شروع کر دی کہ خدایا میں اخلاص قلب کے ساتھ تجھ سے ہدایت کا طالب ہوں۔ اگر تو نے مجھے ہدایت نہ دی تو خطرہ ہے کہ میں کہیں الحاد کے گڑھے میں نہ گر جاؤں۔ اس دعا کے بعد ایک روز میں حسبِ عادت مختلف چینلز کو بدل بدل کر دیکھ رہا تھا کہ ایم ٹی اے العربیہ لگ گیا۔ میں نے کچھ دیر رک کر سنا تو حیران رہ گیا کیونکہ اس پر امام مہدی اور مسیح موعود کے بارہ میں بات ہو رہی تھی کہ یہ دونوں ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں اور ان کا ظہور ہو چکا ہے اور ہم اس وقت ان کے پانچویں خلیفہ کے عہد مبارک میں ہیں۔

میرے لئے یہ بات کسی بڑے دھچکے سے کم نہ تھی۔ یہ سنتے ہی میرا دماغ سوالات سے بھر گیا، یہ کیسے ہو گیا؟ اور کب ہوا؟ میں انہی سوالات کے بھنور میں الجھ رہا تھا کہ سکرین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی۔ میں نے سکرین کے قریب ہو کر اس تصویر کو غور سے دیکھا تو مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ میں نے اس شخص کو کہیں دیکھا ہے۔

میری یہ کمزوری ہے کہ مجھے نام یاد نہیں رہتے لیکن لوگوں کے چہروں کے خدوخال میری یادداشت میں نقش ہو کر رہ جاتے ہیں۔ باوجود کوشش کے مجھے یہ تو یاد نہ آیا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر میں نے کہاں دیکھی تھی؟ اور اس شخص سے میں کہاں ملا تھا؟ تاہم یہ بات میرے ذہن سے نکل نہ سکی۔

قرآن کریم کی حقیقی تفسیر والا چینل

ایک روز مَیں نے چینلز کی لسٹ کھولی تو دیکھا کہ ایم ٹی اے العربیۃ کا نمبر 604 تھا۔ نہ جانے میں نے بچپن سے ہی کہاں سے سن رکھا تھا کہ قرآن کریم کے صفحات کی تعداد 604 ہے۔ شاید یہ کسی معروف نسخہ کے صفحات کی تعداد تھی۔ یہ جان کر میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ لیکن جلد ہی میں نے کہا کہ یہ محض اتفاق ہے اور یہ چینل کسی اہل بدعت فرقہ کا ہے جو اپنی طرف سے امام مہدی کی آمد کا پرچار کر رہے ہیں۔ میں اس جھنجھٹ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے لسٹ سے ایم ٹی اے العربیہ کو حذف کر دیا۔ ایسا کرتے ہی بجلی چلی گئی اور جب بجلی آئی تو ریسیور نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ میں نے بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا اور مجھے مجبورًا تمام چینلز کو حذف کر کے دوبارہ انسٹال کرنا پڑا۔ لیکن دوبارہ انسٹال کرنے کے بعد چیک کیا تو پھر بھی اس چینل کا نمبر وہی تھا۔ یہ دیکھ کر میں اسی عمارت میں اپنے والدین کے گھر گیا اور وہاں پر ایم ٹی اے العربیہ کو تلاش کیا تو ان کے ریسیور پر اس چینل کا کوئی اور نمبر تھا۔ پھر میں نے اپنے مختلف دوستوں اور رشتہ داروں کے گھر جا کر ان کے ریسیورز پر ایم ٹی اے العربیہ کا نمبر چیک کیا اور ہر جگہ مجھے یہ چینل کسی مختلف نمبر کے تحت ملا۔ لیکن میں نے اپنے گھر میں بارہا اس چینل کو حذف کرنے کے بعد دوبارہ انسٹال کیا لیکن اس چینل کا نمبر تبدیل نہ ہوا۔ بار بار کی کوشش اور اس کے ایک ہی نتیجہ کے بعد میں نے کہا کہ شاید اس میں میرے لئے یہ پیغام ہے کہ یہ چینل ہی قرآن کریم کی صحیح تفسیر بیان کر رہا ہے اور قرآن کریم کی تعلیمات کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے مجھے یہ چینل دیکھنا چاہئے۔ یہ خیال آتے ہی میں نے اس چینل کو دیکھنا شروع کر دیا۔

نبی کریمؐ کے محب صادق

جب میں نے اس چینل پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کلمات وعبارات واشعار سنے تو دل میں کہا کہ میں نے زندگی میں کبھی ایسا شخص نہیں دیکھا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت ہو۔ مجھے آپ کے کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غیر معمولی محبت کے چشمے پھوٹتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ اس قدر پُر اعتماد و پُریقین فصیح و بلیغ اور نہایت اعلیٰ درجے کا کلام صرف اور صرف انبیاء کا ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات سنتے ہوئے آنکھیں موند لیں تا میں ان الفاظ کے حسن و جمال اور قوت کو اپنے دل و دماغ میں محسوس کر سکوں۔ بلیغ کلمات کی لڑی میں خوبصورت معانی پرو کر حضور علیہ السلام نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفے پیش کئے تھے۔ یہ کلمات اور ان میں چھپے معانی میرے جسم وجان میں سما کر رہ گئے اور میرے اندر سے یہ صدا آنے لگی کہ یہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا ہے یہی سچا امام مہدی اور مسیح موعود ہے جس کی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

آنحضرتؐ اور آپ کے ظلّ کامل

اس کے بعد میں نے آنکھیں کھولیں اور اپنے اردگرد کے حالات پر نظر دوڑائی تو لوگوں کو دجّال کے اشاروں پر ناچتے ہوئے دیکھا جو ہر لحاظ سے ان کے طور طریقوں، ان کی امنگوں اور خیالات پر قبضہ کر چکا تھا۔ اس وقت میں نے دعا کی کہ : رَبِّ لَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْن۔ یعنی اے رب مجھے ظالم قوم کے ساتھ شمار نہ کرنا۔ اس دعا کے ساتھ ہی مجھے اپنا چھ سال پرانا رؤیا یاد آ گیا اور اس کے ساتھ یہ بھی یاد آ گیا کہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام سے کہاں ملا تھا۔

میں نے اس رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک صحراء میں ہوں جہاں پر بدّو بھی اور ان کے خیمے بھی نصب تھے۔ وہ بہت خوش تھے اور اسی خوشی میں بآواز بلند کہتے جا رہے تھے کہ رسول کریمؐ تشریف لائے ہیں۔۔۔ رسول کریمؐ تشریف لائے ہیں۔

میں نے ایک بدّو سے پوچھا کہ آپؐ کہاں ہیں؟ تو اس نے دور دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہاں ہیں۔ میں کسی قدر قریب جا کر دیکھتا ہوں کہ ان دونوں کی ہیئت، لباس اور قد ایک جیسا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ شاید ان میں سے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے آپ کے کوئی صحابی ہیں۔ میں ان میں سے نبی کریمؐ کو پہچانے بغیر ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں بڑی احتیاط سے ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اسی جستجو میں ہم ٹیلوں سے نکل کر میدانی علاقے میں آ جاتے ہیں اور ایسے علاقے میں چھپ کر ان کا پیچھا کرنا میرے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ کچھ دور جا کر وہ دونوں بیٹھ جاتے ہیں اور کسی بہت ضروری امر کے بارہ میں بات کرنے لگ جاتے ہیں۔ میں بھی ان کے قریب جا کر چند میٹرز کے فاصلے پر بیٹھ جاتا ہوں۔ وہ میری جانب دیکھ کر توجہ دیئے بغیر دوبارہ اپنی باتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ میں وہیں پر زمین پر بیٹھ کر ان کی بات ختم کرنے کا انتظار کرتا ہوں، ساتھ ساتھ میں حیرت سے دونوں کے چہروں اور حلیوں کا بھی جائزہ لیتا ہوں۔ وہ دونوں شکل، قد، ہیئت، داڑھی اور لباس وغیرہ میں غیر معمولی طور پر مشابہ تھے۔

جب وہ بات ختم کر چکے تو ان میں سے ایک میرے پاس آیا، میرے قریب ہونے کی وجہ سے میں نے اس کے چہرہ کے خدوخال کو اچھی طرح دیکھ لیا۔ اس نے میرے کاندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر کہا کہ جاؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔ اس کی بات سن کر میں سمجھ گیا کہ دونوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ میری حیرانی اس کے لئے سوال بنی تو اس نے کمال شفقت سے دوبارہ سر ہلا کر مجھے جانے کے لئے کہا۔ میں یہ سنتے ہی دوڑتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بڑھا اور آپ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اس وقت آپ کے چہرۂ مبارک سے نور کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر میری آنکھوں کو خیرہ کرنے لگیں اور اسی بات نے مجھے میری نیند سے جگا دیا۔

کئی سال گزرنے کے بعد جب میں نے ایم ٹی اے العربیہ دیکھا تو اس پر مجھے وہ شخص نظر آ گیا جس کی شکل وہیئت اور قد وغیرہ سب کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تھا اور جو سفر میں آپؐ کا ساتھی تھا۔ اس شخص کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قدر مشابہت تھی کہ پورے رؤیا کے دوران میں دونوں کے مابین کسی تفریق کرنے سے قاصر رہا۔ یہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی شخصیت تھی۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہیں اور آپ کا ظل ہیں اسی لئے آپ کی شکل وصورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی دکھائی گئی تھی۔

بیعت اور جماعت سے رابطہ

میں تو پیاسا تھا، اس انکشاف کے بعد فورًا جماعت کی عربی ویب سائٹ کو کھولا اور قرآن کریم کی تفسیر اور مختلف مشکل امور کے بارہ میں عقل ومنطق سے ہم آہنگ وضاحتیں پڑھ کر خوشگوار حیرت ہوئی۔ کیونکہ ان توضیحات میں میرے ذہن میں اٹھنے والے تمام سوالوں کا جواب آ گیا تھا۔ مجھے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی عربی زبان میں ایسی فصاحت وبلاغت نظر آئی جو بڑے بڑے عرب ادباء کے حصے میں بھی نہیں آئی۔ پھر یہ محض لفظی بلاغت ہی نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کے مفاہیم، معانی اور گہرا فلسفہ ان ادبی عبارتوں کے حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ یہ پڑھنے کے بعد میں نے ویب سائٹ سے ہی بیعت فارم لے کر پر کر کے ارسال کر دیا۔

اگلے روز ہی مجھے صدر جماعت مصر کا فون آیا۔ انہوں نے مجھے بیعت کرنے اور حضرت امام الزمان کے سفینۂ نجات میں سوار ہونے پر مبارکباد دی اور یوں جلد ہی میرا جماعت سے رابطہ بھی ہو گیا۔

نصیحت اور دعا

آخر پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ ہدایت نہ دے تو کوئی بھی ہدایت نہیں پا سکتا۔ میں تو روحانی اور دینی اعتبار سے مردہ تھا خدا تعالیٰ نے مجھے زندگی بخشی۔ میں نوجوانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ خود کو دجال کے پیچھے چلنے والے مولویوں کا آسان شکار نہ بننے دیں۔ کیونکہ اس زمانے میں ظاہر ہونے والے دجّال نے قرآن وسنت کے مخالف تمام غلط اور موضوع روایات کو بظاہر تقویت دے کر انہیں جاہل مولویوں کے ذریعہ اسلام کی مسلّمات میں سے بنا دیا ہے۔ کیونکہ اس کا ہدف یہ ہے کہ بعد میں انہی روایات کو اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف استعمال کرے۔ اس کام کے لئے دجال جاہل مولویوں کی متشددانہ روش، جوش اور جہاد کے شوق کو بھی اپنے اہداف کے لئے استعمال کر رہا ہے۔

افسوس کہ مولوی ابھی تک دجال کے ظاہری قتل کی امید لگائے بیٹھے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شخصیات قتل ہو بھی جائیں تو ان کے خیالات قائم رہتے ہیں۔ لیکن اگر خیالات کی نفی ہو جائے اور ان کو دلیل اور برہان سے غلط ثابت کر دیا جائے تو پھر کسی کے قتل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے آج کا جہاد جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ غلط خیالات کو ردّ کرنے، حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرنے کا جہاد ہے اور یہ قلم کے ذریعہ، سوچ کے ذریعہ، اور سچی باتوں کے پھیلانے سے ہوگا نہ کہ سیف وسنان اور بندوق وکمان سے ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا بھی کرنی چاہئے کہ:

فَيَا رَبِّ أَصْلِحْ حَالَ أُمَّةِ سَيِّدِي
عِنْدَكَ هَيِّنٌ، عِنْدَنَا مُتَعَسِّرُ

یعنی اے ربّ میرے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حالت کی تو خود ہی اصلاح فرما، کیونکہ تیرے لئے یہ نہایت آسان ہے جبکہ ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔

...................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں غلط نظریات کی تردید

سیّد میر محمود احمد ناصر

(قسط دوم)

❁ اَلۡیَوۡمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ۔ وَ طَعَامُ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمۡ۔ وَ طَعَامُکُمۡ حِلٌّ لَّہُمۡ۔ وَ الۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَ الۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ۔(المائدہ:6)

جو علماء اپنے مسلمان بھائیوں پر حملہ کرنے کی تحریک کرتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ اس آیت کو غور سے پڑھیں۔اس میں لکھا ہے کہ آج تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں جائز کردی گئی ہیں اوران لوگوں کا کھانا بھی تمہارے لئے جائز ہے جن کو کتاب دی گئی اور تمہارا کھانا ان کے لئے جائز ہے۔

فرمائیے علماء کرام کہ قرآن تو اہل کتاب کے لئے آپ کا کھانا جائز قرار دیتا ہے مگر آپ ان کے زندہ رہنے کو بھی جائز قرار نہیں دیتے۔

پھر فرماتا ہے کہ تمہارے لئے پاکدامن مسلمان عورتوں سے بھی شادی نکاح کرنا جائز ہے اور ان پاکدامن عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے۔جن کو مسلمانوں سے پہلے کتاب دی گئی تھی۔ قرآن تو اہل کتاب پاک دامن عورتوں سے مسلمان کو نکاح کی اجازت دیتا ہے مگر آپ کے عقیدہ اور فتویٰ کے مطابق اس عورت کو زندہ رہنے کا حق بھی نہیں۔

❁ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ۔وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا۔ اِعۡدِلُوۡا ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی۔(المائدہ:9)

قرآن تو مسلمانوں کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ اگر کسی غیر مسلم قوم نے مسلمانوں سے عدل و انصاف کے خلاف کسی مرحلہ پر سلوک کیا تو مسلمان لازمًا انصاف پر قائم رہیں اور انصاف سے گواہی دیں اور کسی قوم کی دشمنی مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل وانصاف کا دامن چھوڑ دو۔ عدل و انصاف سے کام ہو کیونکہ عدل انصاف کے سب سے زیادہ قریب نیکی ہے۔اب بتائیے علماء کرام کہ آپ کے ظالمانہ فتوی پر عمل کیا جائے یا قرآن کی خوبصورت تعلیم پر۔

❁ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا۔(المائدہ:33)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جوشخص کسی نفس کو قتل کرے جبکہ وہ مقتول کسی قتل کا مرتکب نہ ہوا ہو یا کوئی شخص ملک میں جنگ وفساد کے بغیر کسی کو قتل کرے تو وہ اتنا بڑا مجرم ہے جیسا وہ شخص جو ساری انسانیت کے قتل کا مرتکب ہوا ہو۔اب کہاں ہیں وہ لوگ جو ان نام نہاد علماء کے فتویٰ کے زیر اثر حد درجہ معصوم اور بے گناہ مردوں عورتوں اور بچوں پر جو کسی سکول میں پڑھتے ہیں حملے کر کے ان کا خون بہاتے ہیں۔

❁ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ۔(المائدہ:43)

اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔آپ فرمائیے کہ کیا معصوم بے گناہوں کو تہہ تیغ کرنا سکول کے ننھے منے بچوں کا خون بہانا بمباری کر کے گھروں اور عمارتوں کو تباہ کرنا انصاف ہے؟

❁ وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدۡوًۢا بِغَیۡرِ عِلۡمٍ۔(الانعام:109)

سورۃ الانعام کی اس آیت کو غور سے پڑھئے اور اس پر تدبّر کیجئے۔فرماتا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے مزعومہ معبودوں کو بھی برا بھلا نہ کہے جن کی مشرک لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ بھی اپنی لاعلمی کی وجہ سے اللہ کو برا بھلا کہیں گے۔یہ تو قرآن شریف کے نازل کرنے والے ربّ العالمین کی تعلیم ہے مگر آپ کا فتویٰ ہے کہ جو لوگ قرآن کے خدا کو نہیں مانتے ان کو تہہ تیغ کردو ان کے مزعومہ معبودوں کو مٹا دو۔

❁ وَ اِنۡ تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَی الۡہُدٰی لَا یَسۡمَعُوۡا۔ وَ تَرٰىہُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡکَ وَ ہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ۔خُذِ الۡعَفۡوَ وَ اۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰہِلِیۡنَ۔(الاعراف 198 :199)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اسلام اور رسول اکرم ﷺ کے اوّل درجہ کے مخالفین سے جس سلوک کی ہدایت فرماتا ہے وہی آپ لوگوں کے رویّہ کے بالکل متضاد ہے۔سورۃ الاعراف کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان مخالفین کو صحیح راستہ کی طرف بلاتے ہو مگر وہ آپ کی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ظاہری نظر سے آپ کو دیکھتے تو ہیں، بصیرت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔اس صورت میں آج کے نام نہاد علماء کا فتویٰ ہے کہ ان کو قتل کردو، ان کی گردن اڑا دو۔مگر قرآن کا خدا کہتا ہے خُذِ الۡعَفۡوَ سے کام لو وَ اۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ معروف کا حکم دو وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰہِلِیۡنَ اور ان جاہلوں سے اعراض کرو۔کیا آپ کا فتویٰ اور قرآن کا حکم کوئی موافقت رکھتے ہیں؟

❁ لِّیَہۡلِکَ مَنۡ ہَلَکَ عَنۡۢ بَیِّنَۃٍ وَّ یَحۡیٰی مَنۡ حَیَّ عَنۡۢ بَیِّنَۃٍ۔وَ اِنَّ اللّٰہَ لَسَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ۔(الانفال:43)

اللہ تعالیٰ تو اس آیت میں فرماتا ہے کہ حقیقی ہلاکت تلوار اور بم سے نہیں ہوتی بلکہ روشن دلائل سے ہوتی ہے۔ اور حقیقی زندگی روشن دلائل سے ہوتی ہے۔ قرآن کے مطابق جو دلائل سے محروم ہے وہ مردہ ہے۔جو دلائل سے مسلح ہے وہ زندہ ہے۔ کیونکہ اللہ کی صفت ہے کہ وہ سنتا ہے اور جانتا ہے۔مگر ہمارے یہ نام نہاد علماء قرآن کے بیان کے برخلاف زندگی اور موت کو ظاہری ہتھیاروں اور طاقت کے استعمال کا نتیجہ لکھتے ہیں۔ان علماء کا فتویٰ تو ہمہ گیر ہے تمام مشرکوں اور غیر مسلموں کے خلاف ہے۔مگر قرآن کہتا ہے:

❁ اِلَّا الَّذِیۡنَ عٰہَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ثُمَّ لَمۡ یَنۡقُصُوۡکُمۡ شَیۡئًا وَّ لَمۡ یُظَاہِرُوۡا عَلَیۡکُمۡ اَحَدًا فَاَتِمُّوۡۤا اِلَیۡہِمۡ عَہۡدَہُمۡ اِلٰی مُدَّتِہِمۡ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ۔(التوبۃ:4)

سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا اور انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو معاہدہ میں وہ مدّت مقرر ہوئی ہے اس معاہدہ کو پورا وقت نبھاؤ کیونکہ یہ تقویٰ ہے اور اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

❁ وَ اِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اسۡتَجَارَکَ فَاَجِرۡہُ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبۡلِغۡہُ مَاۡمَنَہٗ۔(التوبۃ6 :)

جارحیت پسند علماء تو بغیر کسی قصور کے بغیر کسی جرم کے کسی جارحیت کے غیر مسلموں کو قتل کرنے کے درپے ہیں مگر قرآن کا ارشاد یہ ہے کہ وہ مشرک بھی جو دشمن ہوں دشمنی کا ارتکاب کر چکے ہوں اگر ان میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دو اور اس طرح اس کو تمہارے پاس اللہ کا کلام سننے کا موقع ملے گا پھر خواہ وہ ایمان لائے یا نہ لائے اس کو اس کے علاقہ میں اس کی پُرامن جگہ میں پہنچا دو۔فرمائیے دشمن کو اس کی پُرامن جگہ پہنچانے کی ذمہ داری مسلمانوں پر ڈالی گئی ہے۔ کیا کسی مذہب، سیاسی معاہدہ میں اس قسم کی شفقت پائی جاتی ہے؟

❁ فَمَا اسۡتَقَامُوۡا لَکُمۡ فَاسۡتَقِیۡمُوۡا لَہُمۡ۔اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ۔(التوبۃ:7)

اس آیت میں پورے زور سے یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جن مشرکوں سے معاہدہ ہے اگر وہ مشرک معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے تو تمہیں بھی اجازت نہیں کہ معاہدہ کی خلاف ورزی کرو۔تم بھی پوری پابندی کے ساتھ اس معاہدہ کی شرائط پر عمل کرو یہ تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

❁ کَیۡفَ وَ اِنۡ یَّظۡہَرُوۡا عَلَیۡکُمۡ لَا یَرۡقُبُوۡا فِیۡکُمۡ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّۃً۔(التوبۃ:8)

سورۃ توبہ کی اس آیت میں ان مشرکوں سے لڑائی کی اجازت اس بناء پر دی گئی ہے کہ اگر ان کو موقعہ ملے تو تمہارے جو معاہدے ہیں یا رشتہ داری وغیرہ کے جو تعلقات ہیں وہ اس کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے اور بے دریغ تم پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

❁ لَا یَرۡقُبُوۡنَ فِیۡ مُؤۡمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّۃً۔ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُعۡتَدُوۡنَ۔(التوبۃ:10) یہ مشرک نہ کسی تعلق کی نہ کسی معاہدہ کی پابندی کرتے ہیں اس لئے تم زیادتی کرنے والے نہیں بلکہ زیادتی کرنے والے وہ ہیں ان کے خلاف لڑنے میں کونسی اخلاقی روک ہے فرماتا ہے۔

❁ اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ قَوۡمًا نَّکَثُوۡۤا اَیۡمَانَہُمۡ وَ ہَمُّوۡا بِاِخۡرَاجِ الرَّسُوۡلِ وَ ہُمۡ بَدَءُوۡکُمۡ اَوَّلَ مَرَّۃٍ۔ اَتَخۡشَوۡنَہُمۡ۔ فَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡہُ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔(التوبۃ:13)

کہ تم ان کے خلاف کیوں نہیں لڑو گے جنہوں نے وہ معاہدات توڑے جو قسمیں کھا کر کئے تھے۔اور رسول کو شہر سے نکالنے کا پروگرام بنایا اور پھر حد یہ ہے کہ تم نے لڑائی کی ابتدا نہیں کی۔لڑائی کی ابتدا تو انہوں نے کی ہے پھر تمہیں ان کے خلاف لڑنے میں کون سی روک ہے۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو۔اللہ زیادہ حق دار ہے کہ تم اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ ان کے حملوں کا جواب دینا تمہارا فرض ہے فرماتا ہے۔

❁ قَاتِلُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ کَآفَّۃً کَمَا یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ کَآفَّۃً۔(التوبۃ:36) کہ تم سب مل کر مشرکوں سے لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

❁ اِلَّا تَنۡصُرُوۡہُ فَقَدۡ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذۡ اَخۡرَجَہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ہُمَا فِی الۡغَارِ اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔(التوبۃ:40)

تم اگر رسول ﷺ پر حملہ کا جواب دینے کے لئے آپ کی مدد نہیں کرو گے تو یاد رکھو کہ اللہ نے تو اپنے رسولؐ کی اس وقت بھی مدد کی تھی جب رسول صرف ایک ساتھی کے ساتھ غار میں تھے اور اس شدید خطرہ کے وقت آپ اپنے ساتھی کو کہہ رہے تھے غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

❁ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَہُمۡ۔ فَیُضِلُّ اللّٰہُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ۔(سورۃ ابراھیم:3)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ جو نام نہاد علماء تلوار تلوار کرتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو جو ہتھیار دیا وہ ہتھیار وہ زبان ہے جو اس کی قوم بولتی ہے اور تلوار نہیں بلکہ وہ زبان ہی اللہ کی طرف ہدایت یا گمراہ قرار دیئے جانے کا ذریعہ بنتی ہے۔

❁ فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ۔وَ مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ۔ وَ اِنَّ السَّاعَۃَ لَاٰتِیَۃٌ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِیۡلَ۔(سورۃ الحجر:85۔86)

پس ان مخالفین کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی ان کی کوششیں ان کے کام نہیں آئیں گی۔کائنات کا یہ نظام حق پر مبنی ہے اور وہ گھڑی آنے والی ہے جب حق و باطل کھل جائینگے۔ اس لئے تم دشمنوں سے خوبصورتی کے ساتھ درگذر کرو۔

❁ فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ۔(سورۃ الحجر:97) اور اللہ تعالیٰ اس آیت میں آپؐ کو یہ حکم دیتا ہے کہ جو حکم آپ کو ہوا ہے اس کو خوب کھول کر دنیا کے سامنے بیان کردیں اور ان مشرکوں سے اعراض کریں جو مخالفت کا طوفان اٹھائے ہوئے ہیں۔

❁ وَدَّ کَثِیۡرٌ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ لَوۡ یَرُدُّوۡنَکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِکُمۡ کُفَّارًا۔حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِہِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ الۡحَقُّ۔فَاعۡفُوۡا وَ اصۡفَحُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ۔اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔(البقرۃ:109)

قرآن شریف نے مسلمانوں کو غیر مسلموں سے باوجود ان کی شرارتوں کے بار بار حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔سورۃ بقرۃ کی اس آیت میں فرماتا ہے کہ اہل کتاب میں سے بہت سے چاہتے ہیں بلکہ اس بات سے محبت کرتے ہیں کہ تم مسلمانوں کو تمہارے ایمان کے بعد کافر بنا دیں۔ یہ ان کے اپنے نفسوں میں حسد کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے (اب اتنے بڑے جرم کے بعد) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاعۡفُوۡا وَ اصۡفَحُوۡا کہ تم معاف کردو اور درگذر کرو اور یہ نام نہاد علماء کہتے ہیں تلوار پکڑو اور قتل کردو۔

❁ قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطِ وَ مَاۤ اُوۡتِیَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰی وَ مَاۤ اُوۡتِیَ النَّبِیُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّہِمۡ۔لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ۔ وَ نَحۡنُ لَہٗ مُسۡلِمُوۡنَ۔(البقرۃ : 137)

اس آیت کو ذرا غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ کس طرح دوسرے مذاہب کے بزرگوں کا محبّت اور احترام سے ذکر فرماتا ہے اور مسلمانوں کے لئے ان سب انبیاء اور رسولوں کو ماننا واجب قرار دیتا ہے اور ان کے متبعین کو یہ کہنے کے بعد بھی کہ وہ اب بگڑ چکے ہیں اور خود اپنے نبیوں اور رسولوں کی تعلیم چھوڑ بیٹھے ہیں ان کو انسانی حقوق سے محروم نہیں کرتا۔

... ...(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

خطبہ جمعہ

آجکل مغربی پریس اور میڈیا یہ سوال کرتا ہے کہ تم اسلام کی امن پسند تعلیم کی باتیں کرتے ہو لیکن مسلمانوں کی اکثریت یہ باتیں نہیں کرتی اور نہ ہی وہ تمہیں مسلمان سمجھتی ہے۔ احمدیوں کی تعداد بھی دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں بہت ہی تھوڑی ہے۔ جب یہ صورتحال ہے تو پھر احمدی کس طرح اسلام کی حقیقی تعلیم پر چلنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تم کہتے ہو کہ یہی اسلام ہے تو باقی مسلمانوں کو تم کس طرح اس تعلیم پر چلنے کے لئے قائل کرو گے۔

ہمارا جواب ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ ہم اسلام کی جس تعلیم کی بات کرتے ہیں اسے قرآن کریم سے، حدیث سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے ثابت کرتے ہیں۔ ہماری کوئی ہوائی باتیں نہیں ہیں کہ غیروں کو متاثر کرنے کے لئے، ان کے اعتراضات دور کرنے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہرگز شدت پسندی کی تعلیم نہیں ہے یا کوئی آجکل کے حالات دیکھ کر ہم نے اپنا یہ مؤقف اختیار نہیں کیا ہوا۔ ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہمیشہ سے ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تعلیم ہے۔

جہاں تک یہ سوال ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو اس تعلیم کے مطابق ہم کس طرح قائل کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمانوں کی ایسی بگڑی ہوئی حالت کے زمانے میں مسیح موعود اور مہدی معہود نے آنا تھا اور مسلمانوں کی بھی اصلاح کرنی تھی اور دوسری دنیا کو بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانا تھا۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی اور جب یہ حالات تھے تو ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معہود کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور اس نے آکر ہمیں اسلام اور قرآن کی حقیقی تعلیم کا اِدراک دیا اور اسلام کے ہر حکم کی حکمت بیان کی اور ہم احمدی مسلمان جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اس کے مطابق اسلام کی تعلیم کو مسلمانوں کو بھی اور غیر مسلموں کو بھی بتا رہے ہیں۔ ہمارا کام تبلیغ کا کام ہے۔ مشنری کام ہے سو یہ ہم کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔

تم یہ کہتے ہو کہ دوسرے مسلمانوں کو کس طرح اس تعلیم پر چلاؤ گے تو جماعت احمدیہ جو اَب کروڑوں میں پھیل چکی ہے اس میں اکثریت مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے ہی آکر شامل ہوئی ہے جو پیغام سمجھتے ہیں اور جوں جوں لوگوں پر حقیقی تعلیم واضح ہوتی چلی جاتی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کا پتا چلتا چلا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی پیشگوئیوں کو سمجھنے لگتے ہیں۔ مسلمانوں میں سے بھی یہ لوگ اکثریت میں ہم میں شامل ہو رہے ہیں اور دوسرے مذاہب میں سے بھی لوگ ہم میں شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ یہی اقلیت ایک دن اکثریت میں بدل جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس کے نمونے ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔

ہر سال لاکھوں کی تعداد میں جو لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں ان میں سے اکثریت مسلمانوں میں سے ہی ہے۔ اس بات کے باوجود کہ ہمارے پاس وسائل کم ہیں، مبلغین کی تعداد بہت تھوڑی ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ غیر معمولی نتائج پیدا فرما رہا ہے۔ بلکہ بہت سے تو ایسے ہیں جو جماعت میں شامل ہوتے ہیں کہ جن کی خود اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ چنانچہ خوابوں کے ذریعہ سے بہت سوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کا تعارف ہوا اور آپ کی صداقت ان پر واضح ہوئی۔

بعض کو پہلے تعارف ہوتا ہے اور پھر وہ استخارے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے جماعت میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض تبلیغ سنتے ہیں جس میں اب مبلغین، معلمین یا داعیان کے علاوہ ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے چینل بھی شامل ہو گئے ہیں، تو یہ پیغام سن کر ان کے دل اللہ تعالیٰ کھولتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جو جماعت کے مخالفین کی مخالفت اور ان کے انجام کو دیکھ کر احمدیت قبول کر لیتے ہیں۔ بعض کو اللہ تعالیٰ نشان دکھاتا ہے۔

خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احمدیت کی صداقت کی طرف رہنمائی کے مختلف واقعات کا ایمان افروز تذکرہ۔

بعض دفعہ بعض نشان لوگوں کے لئے ہدایت کا اور بیعت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ بعض دفعہ خود مخالفین بھی سعید فطرت لوگوں کے لئے تحقیق حق کے راستے کھول دیتے ہیں۔

مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے روح پرور واقعات کا تذکرہ۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کی طرف لا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہی حقیقی اسلام دنیا پر غالب آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق بھی دے کہ وہ اس برکت سے حصہ لینے کے لئے مستقل دعوت الی اللہ کرنے والا ہو اور اس طرف توجہ دے۔

مکرمہ خورشید رقیہ صاحبہ (اہلیہ مکرم منظور احمد صاحب گھنو کے مرحوم درویش قادیان) اور مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب نیوجرسی امریکہ کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15 ستمبر 2017ء بمطابق 15 تبوک 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آجکل مغربی پریس اور میڈیا یہ سوال کرتا ہے کہ تم اسلام کی امن پسند تعلیم کی باتیں کرتے ہو لیکن مسلمانوں کی اکثریت یہ باتیں نہیں کرتی اور نہ ہی وہ تمہیں مسلمان سمجھتی ہے۔ اکثریت مسلمان نہیں سمجھتی اور احمدیوں کی تعداد بھی دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں بہت ہی تھوڑی ہے۔ جب یہ صورتحال ہے تو پھر احمدی کس طرح اسلام کی حقیقی تعلیم پر چلنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جرمنی میں بھی گزشتہ دورہ میں یہی سوال مجھ سے کیا گیا۔ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تم کہتے ہو کہ یہی اسلام ہے تو باقی مسلمانوں کو تم کس طرح اس تعلیم پر چلنے کے لئے قائل کرو گے۔

ہمارا جواب ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ ہم اسلام کی جس تعلیم کی بات کرتے ہیں اسے قرآن کریم سے، حدیث سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے ثابت کرتے ہیں۔ ہماری کوئی ہوائی باتیں نہیں ہیں کہ غیروں کو متاثر کرنے کے لئے، ان کے اعتراضات دور کرنے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہرگز شدت پسندی کی تعلیم نہیں ہے یا کوئی آجکل کے حالات دیکھ کر ہم نے اپنا یہ مؤقف اختیار نہیں کیا ہوا۔ ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہمیشہ سے ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تعلیم ہے۔

جہاں تک یہ سوال ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو اس تعلیم کے مطابق ہم کس طرح قائل کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمانوں کی ایسی بگڑی ہوئی حالت کے زمانے میں مسیح موعود اور مہدی معہود نے آنا تھا اور مسلمانوں کی بھی اصلاح کرنی تھی اور دوسری دنیا کو بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانا تھا۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی اور جب یہ حالات تھے تو ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معہود کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور اس نے آکر ہمیں اسلام اور قرآن کی حقیقی تعلیم کا اِدراک دیا اور اسلام کے ہر حکم کی حکمت بیان کی اور ہم احمدی مسلمان جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اس کے مطابق اسلام کی تعلیم کو مسلمانوں کو بھی اور غیر مسلموں کو بھی بتا رہے ہیں۔ ہمارا کام تبلیغ کا کام ہے۔ مشنری کام ہے سو یہ ہم کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔ الٰہی جماعتیں اور انبیاء کی جماعتیں دنوں میں ترقی نہیں کر جایا کرتیں یا پھیل جایا کرتیں بلکہ آہستہ آہستہ پھیلتی اور بڑھتی ہیں۔

ہم انہیں یہی کہتے ہیں کہ تم یہ کہتے ہو کہ دوسرے مسلمانوں کو کس طرح اس تعلیم پر چلاؤ گے تو جماعت احمدیہ جو اَب کروڑوں میں پھیل چکی ہے اس میں اکثریت مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے ہی آکر شامل ہوئی ہے جو پیغام سمجھتے ہیں اور جوں جوں لوگوں پر حقیقی تعلیم واضح ہوتی چلی جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کا پتا چلتا چلا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی پیشگوئیوں کو سمجھنے لگتے ہیں مسلمانوں میں سے بھی یہ لوگ اکثریت میں ہم میں شامل ہو رہے ہیں اور دوسرے مذاہب میں سے بھی لوگ ہم میں شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ یہی اقلیت ایک دن اکثریت میں بدل جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس کے نمونے ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔

ہر سال لاکھوں کی تعداد میں جو لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں ان میں سے اکثریت مسلمانوں میں سے ہی ہے۔ اس بات کے باوجود کہ ہمارے پاس وسائل کم ہیں، مبلغین کی تعداد بہت تھوڑی ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ غیر معمولی نتائج پیدا فرما رہا ہے۔ بلکہ بہت سے تو ایسے ہیں جو جماعت میں شامل ہوتے ہیں کہ جن کی خود اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ چنانچہ خوابوں کے ذریعہ سے بہت سوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کا تعارف ہوا اور آپ کی صداقت ان پر واضح ہوئی اور پھر ایک عرصے کے بعد کسی وجہ سے ان کو اپنی خوابیں یاد آتی ہیں۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ بچپن میں خوابیں دیکھیں یا بہت جوانی میں دیکھیں یا بہت عرصہ پہلے دیکھیں اور پھر کچھ عرصہ کے بعد انہیں کسی نہ کسی وجہ سے وہ خواب یاد آجاتی ہے تو پھر وہ بیعت بھی کر لیتے ہیں۔ بعض کو پہلے تعارف ہوتا ہے اور پھر وہ استخارے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے جماعت میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض تبلیغ سنتے ہیں جس میں اب مبلغین، معلمین یا داعیان کے علاوہ ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے چینل بھی شامل ہو گئے ہیں، تو یہ پیغام سن کر ان کے دل اللہ تعالیٰ کھولتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جو جماعت کے مخالفین کی مخالفت اور ان کے انجام کو دیکھ کر احمدیت قبول کر لیتے ہیں۔ بعض کو اللہ تعالیٰ نشان دکھاتا ہے۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی فرمایا کہ میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا۔ پھر 1883ء میں جب آپ کی جماعت کا کوئی باقاعدہ قیام بھی نہیں تھا بلکہ آپ نے دعویٰ بھی نہیں کیا تھا بہت کم لوگ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بہت کم لوگ آپ سے واقف تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ کہ خدا نے لکھ دیا ہے کہ غلبہ میرا اور میرے رسول کا ہے۔ اس وقت تو آپ کا مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کوئی نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ کہ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ آپ کی جماعت کے بڑھنے اور جماعتی ترقی کے اور بھی بہت سارے الہامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ترقی دوں گا۔ تیرے محبوں کا گروہ بڑھاؤں گا۔ پس آج اس اکیلے شخص کی جماعت جس سے اللہ تعالیٰ نے ترقی کا وعدہ کیا تھا، تمام دنیا میں پھیل چکی ہے اور ہر روز بڑھ رہی ہے۔ ہر روز نئے نئے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کس طرح راستے کھولتا ہے۔ کس طرح یہ شامل ہونے والوں کی رہنمائی کرتا ہے ان کے چند واقعات اس وقت میں پیش کروں گا۔

خوابوں کے ذریعہ سے احمدی ہونے والوں کے بعض واقعات ہیں۔

قازان سے ہمارے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایک دوست سنت سفیلوئیف کے ساتھ تبلیغی رابطہ قائم ہوا۔ ان کے ساتھ سوال و جواب ہوتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے بیعت کر لی۔ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے وہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں دکھایا کہ شام کے علاقے میں ہوں اور دو گروہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ان کی لڑائی کے وقت ایک تیسرا گروہ آتا ہے اور ان دونوں کو سمجھاتا ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کر کے ظلم کر رہے ہو یہ لڑائی ختم کرو اور آپس میں صلح کرو۔ تو وہ اس تیسرے گروہ کے کہنے پر اپنے ہتھیار پھینک دیتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو گلے لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس پر یہ روسی دوست کہتے ہیں کہ میں کسی سے پوچھتا ہوں کہ یہ تیسری جماعت کون ہے جس نے ان دونوں گروپوں کی صلح کروائی ہے تو مجھے بتایا جاتا ہے کہ یہ جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔ اسی طرح ایک دوسری خواب میں یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھایا کہ بارش کا موسم بنا ہوا ہے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اور مجھے آواز آئی کہ احمدیت ہی صحیح عقیدہ ہے۔ کہتے ہیں ان خوابوں کے بعد مَیں نے بیعت کر لی۔

فرانس سے ایک خاتون مالکہ صاحبہ ہیں۔ وہ اپنی قبولیت احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ میرے سارے خاندان میں احمدیت کا پیغام پہنچ چکا تھا اور اس حوالے سے اکثر ہمارے گھر میں بات بھی ہوتی رہتی تھی کہ فلاں شخص کی اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ رہنمائی کی اور وہ جماعت میں شامل ہو گیا۔ میں یہ باتیں سنتی رہتی تھی لیکن خود میں نے کبھی کوئی بات نہیں کی۔ کہتی ہیں کہ ایک دن میں نے خدا کے حضور دعا کی کہ تُو مجھے بھی بتا کہ احمدیت سیدھا راستہ ہے یا غلط۔ کہتی ہیں کہ اگلی تین راتوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے یکے بعد دیگرے تین خوابیں دکھائیں۔ پہلی خواب میں مَیں نے دیکھا کہ جیسے قیامت آگئی ہے اور ہر طرف افراتفری ہے۔ لیکن میرے بہن بھائی جو احمدی ہو چکے ہیں وہ بالکل افراتفری میں نہیں بلکہ نہایت خوش ہیں جبکہ میں چیخ و پکار کر رہی ہوں کہ حالات بہت خطرناک ہیں لیکن وہ بالکل پریشان نہیں بلکہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے جماعت احمدیہ کے اجلاس میں جانا ہے۔ میں خواب میں خوف کی حالت میں ہی ان کے ساتھ چمٹ جاتی ہوں۔ پھر ایک خواب میں دیکھا کہ میری بہن جو احمدی ہو چکی ہے وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ نماز پڑھو۔ یہی ایک راہ ہے۔ اسی طرح تیسری رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہوں اور میں نے محسوس کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر کچھ لکھا ہے۔ چنانچہ ان خوابوں کے بعد کہتی ہیں میرے دل میں شرح صدر پیدا ہوا کہ یہ جماعت کی سچائی کے بارے میں ہی خوابیں ہیں اور میں نے بیعت کر لی اور اب پورا خاندان احمدیت میں داخل ہو چکا ہے۔

عبدالعزیز تراوڑے صاحب جو آئیوری کوسٹ کے ایک گاؤں شیپو (Chiepo) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک معمّر شخص وامارا تراوڑے (Wamara Traore) صاحب نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ ان کے گاؤں میں عرب لوگ آئے ہیں۔ خواب میں ہی ان کے آنے پر بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ لوگ اصلی عرب نہیں ہیں۔ ان سے دور رہیں۔ یہ کہتے ہیں اسی دوران مجھے خواب میں آواز آئی کہ اگر تم خدا تعالیٰ کو پانا چاہتے ہو تو انہی لوگوں کے ذریعہ خدا کو پاؤ گے۔ کہتے ہیں کہ اس کے چند دن بعد احمدیوں کے مبلغ ہمارے گاؤں آئے تو بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ ان کو پتا تھا کہ احمدی مبلغ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو مسلمان ہی نہیں ہیں اور ان لوگوں سے دُور رہا جائے۔ یہی ہمارے مولویوں کا فتویٰ ہے۔ موصوف نے جب یہ دیکھا تو انہیں اپنی خواب یاد آگئی۔ اس کے چند روز بعد ہی انہوں نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔ جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ میں بھی یہ شامل ہوئے اور بڑے جوش اور ولولے سے شامل ہوئے۔

کانگو برازاویل سے بشیر ساکلہ (Basheer Ntsakala) صاحب ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ مجھے پہلی دفعہ 2014ء کے وہاں کے مقامی جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقع ملا۔ جہاں معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں اور اب وہ آسمان سے زندہ نہیں اتریں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مسلمان فرقوں میں بٹ جائیں گے اور اسلام صرف نام کا باقی رہ جائے گا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئیں گے اور صرف ان کی جماعت ہدایت پر ہو گی۔ کہتے ہیں کہ پھر میں نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر اور کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا جس سے مجھے احمدیت کی سچائی کو سمجھنے کا موقع ملا۔ اسی دوران ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے مجھے سفید اور گلابی رنگ کا خوشنما لباس دیا ہے۔ اور پھر ماہ رمضان میں ایک روز خواب دیکھا کہ میں بہت اعلیٰ بس میں سفر کر رہا ہوں۔ اس خواب کے بعد میری تسلی ہو گئی کہ بس چونکہ سفر کا ذریعہ ہے اس لئے میں جس راستے پر جا رہا ہوں وہ بہت اعلیٰ ہے۔ پس اس خواب کے بعد میں نے احمدیت قبول کر لی۔

قرغزستان جماعت کے نومبائع اِشلن رامیل (Ishalin Rameel) صاحب اپنا قبول احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں مَیں ایک مسلمان خاندان میں پیدا ہوا۔ اس لئے اسلام میرے لئے اجنبی مذہب نہیں تھا۔ لیکن میں نے مذہب کی غرض و غایت کے بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا۔ جہاں میں کام کرتا ہوں وہاں قرغزستان جماعت کے صدر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ مذہب کے حوالے سے جب گفتگو کی تو ان کی باتوں سے آہستہ آہستہ اسلام کی حقیقت مجھ پر کھلنی شروع ہو گئی اور مجھے اس بات کا علم ہوا کہ موجودہ دور کے مسلمان حقیقی اسلام پر عمل پیرا نہیں

ہیں۔ان سے بات کر کے مجھے میرے سوالات کے جوابات ملنے شروع ہو گئے جو کہ قرآن کریم کے حوالہ جات، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، احادیث کی مستند کتابیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میرے جو مختلف خطبات تھے ان کی روشنی میں تھے۔ کہتے ہیں میں نے دیکھنا شروع کیا۔اس طرح میں نے پہلی دفعہ قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔ پھر کہتے ہیں ایک دن مَیں نے بیعت کرنے کا فیصلہ کیا۔اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے والد صاحب کے دوست نے مجھے ایک طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس جگہ پر ایک نشان ہے لیکن اس نشان کے بارے میں کسی کو مت بتانا کیونکہ دہشتگرد آ کر اس نشان کو تباہ کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے جا کر اس نشان کو دیکھا۔ وہ ایک بہت بڑا باغ ہے۔اس باغ میں تتلیوں کی طرح کی مخلوق اڑ رہی تھی۔ چنانچہ میں سوچنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کے اس نشان کو ہم کیسے چھپا سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اسی دوران مَیں خواب میں پرندے کی طرح اڑنے لگ جاتا ہوں۔ اور میں اڑ کر اپنے والد صاحب کے دوستوں کے گھر گیا وہ چائے پی رہے ہوتے ہیں لیکن مجھے دیکھ کر محض ایک پرندہ تصور کرتے ہیں۔لیکن مَیں انہیں تین دفعہ اللہ اکبر کہتا ہوں تو وہ گھبرا جاتے ہیں کہ یہ پرندہ کیسے بول سکتا ہے۔ کہتے ہیں چنانچہ میں آسمان کی طرف اڑ جاتا ہوں۔ پھر آسمان کی طرف اڑتے وقت میں پرندے سے ایک فرشتے میں تبدیل ہو جاتا ہوں۔ پھر میں زمین کی طرف دیکھتا ہوں کہ سب لوگ مر چکے ہیں اور کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد خواب میں ہی مَیں اپنے گھر کی طرف اڑ کر آتا ہوں اور گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے میں بیدار ہو جاتا ہوں۔اس خواب کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے فیصلہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ روحانی طاقت دی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد پھر میں نے بیعت کر لی اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔

حمدی محمد عبدالہادی صاحب مصر کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ احمدیت کے بارے میں جاننے سے کافی عرصہ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک ویران اور سنسان راستے پر ایک گمنام منزل کی طرف چل رہا ہوں۔ ایسے میں ایک صالح شخص آتا ہے اور مجھے اس راستے سے ہٹا کر ایک نئے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ میں کوئی مزاحمت کئے بغیر بخوشی اس راستے پر چلنا شروع کر دیتا ہوں جس پر وہ صالح شخص مجھے لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ہمدردانہ رویّے سے مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ جیسے اس نے مجھے بدانجام سے بچا کر حسنِ عاقبت اور خیرِ کثیر کی راہ پر ڈال دیا ہے۔اس راستے پر چلتے چلتے کچھ دیر کے بعد ایک بلند جگہ پر پہنچ کر اپنے پرانے راستے کی طرف دیکھتا ہوں تو وہاں پر ایک جابر شخص کو بعض لوگوں سے جبری مشقت کرواتے ہوئے پاتا ہوں تو میں سوچتا ہوں کہ اگر صالح شخص مجھے اس راستے سے نہ ہٹاتا تو آج میں بھی دیگر کئی لوگوں کی طرح اسی ظلم کا شکار ہو جاتا۔خواب میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ شاید یہ صالح انسان خدا کا نبی موسیٰ علیہ السلام ہے۔ کہتے ہیں کافی عرصہ کے بعد جب میرا جماعت سے تعارف ہوا تو سمجھ میں آیا کہ جس راستے پر میں گامزن تھا وہ تباہی اور بربادی کی طرف جاتا تھا اور جس صالح انسان نے مجھے اس راستے سے اٹھا کر نئے راستے پر ڈال دیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے جبکہ نیا راستہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام تھا۔

یہ چند نمونے مَیں نے پیش کئے۔ کوئی روس کی سابقہ ریاستوں قازان، قرغزستان سے ہے تو کوئی یورپ کے ملک کا ہے۔ کوئی مغربی افریقہ میں سے ہے تو کوئی سینٹرل افریقہ میں سے ہے اور کوئی عرب ملک کا ہے۔ مختلف قوموں کے مختلف زبانیں بولنے والے لوگ لیکن ایک ہی طرح کی رہنمائی ان سب کی ہو رہی ہے۔ یہ رہنمائی کون کر رہا ہے؟ یقیناً خدا تعالیٰ ان کی (راہنمائی) فرما رہا ہے جس نے آپ کو فرمایا تھا کہ مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بڑھاؤں گا۔

پھر مراکش سے ایک احمدی علی اشکور صاحب اپنی بیعت کا واقعہ لکھتے ہیں کہ احمدیت کے تعارف کے ابتدائی ایام میں جب میں ’’لقاء مع العرب‘‘ باقاعدگی سے دیکھا کرتا تھا تو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ایک پہاڑی کی چوٹی کی جانب جانے والے ایک راستے پر چل رہے ہیں۔ آپ نے سفید رنگ کا پاکستانی لباس زیب تن کیا ہے۔ کہتے ہیں مَیں حضور کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے پہاڑی کی چوٹی کے قریب پہنچ جاتا ہوں۔ اس جگہ سے ہمیں پہاڑی کی چوٹی کے پیچھے سے ایک تیز روشنی نظر آتی ہے جو اُفق پر پھیل جاتی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طلوعِ فجر کی سفیدی ہے۔ کہتے ہیں مجھے کسی قدر خوف محسوس ہوتا ہے اور میرے قدم سست ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اس بات کو، (میرے خوف کو) محسوس کرتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو آپ کا پُرنور چہرہ دیکھ کر عجیب کیفیت سے دوچار ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں نامعلوم اس پہاڑ کے دوسری جانب کیا ہے جس سے اس قسم کی روشنی نکل رہی ہے۔ تو آپ مسکرا کر فرماتے ہیں میرے پیچھے پیچھے چلتے رہو اور ڈرو نہیں۔ کہتے ہیں الحمد للہ کہ باوجود خوف اور خطرات کے مَیں اس رؤیا کے مطابق لقاء مع العرب دیکھتے ہوئے حضور کے پیچھے پیچھے ہی چلتا رہا یہاں تک کہ قبول احمدیت کی منزل آ گئی۔ کہتے ہیں کہ یوں تو مَیں نے احمدیت کے بارے میں جاننے کے بعد ہی بیعت کا فیصلہ کر لیا تھا اور ایم ٹی اے کے ذریعہ ایک عالمی بیعت میں شامل ہو کر بیعت کے الفاظ بھی دہرا لئے تھے لیکن دل مطمئن نہیں تھا کیونکہ بیعت کے الفاظ انگریزی میں تھے جن کی مجھے کوئی سمجھ نہ آئی تھی۔ مجھے اس طرح بیعت کرنے سے تسلی نہ تھی۔ تاہم میرے نزدیک اصل بیعت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان اور شرائط بیعت پر عمل پیرا ہونے کی کوشش ہے اور میں اسی پر کاربند تھا۔ پھر جب جماعت سے رابطے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے میری بیوی کو بھی قبول حق کی توفیق عطا فرمائی اور پھر ہم دونوں نے 2010ء کے شروع میں باقاعدہ طور پر بیعت فارم ارسال کر کے بیعت کر لی۔

پھر الجزائر کے ایک دوست ڈاکٹر حجاز کریم صاحب ہیں وہ اپنی بیعت کا واقعہ لکھتے ہیں۔ یہ وہاں جماعت کے عاملہ کے ممبر بھی ہیں۔ جنرل سیکرٹری بھی ہیں اور گذشتہ دنوں حالات کی وجہ سے اسیر راہ مولیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ اب بھی ان کے سخت حالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو بھی دُور فرمائے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں مسخ شدہ اسلامی تعلیم اور قرآن کریم کی غلط تفاسیر سے بالکل مایوس ہو چکا تھا۔ علماء کی تشریحات سن کر سوچتا تھا کہ کیا یہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے یہاں تک کہ اردن کے ایک احمدی دوست کے ذریعہ احمدیت اور بانیٔ سلسلہ کی تحریرات سے آگاہی ہوئی۔ حضرت مسیح موعود کی تفسیر پڑھنے سے قبل نوافل پڑھ کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ راہ راست کی طرف رہنمائی فرما دے۔ جیسے جیسے پڑھتا گیا سینہ کھلتا گیا اور اس کلام کی ہیبت سے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور یقین ہو گیا یہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ یہ الٰہی وحی ہے۔ لیکن بیعت کا فیصلہ کرنے سے قبل استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ رات کو شہر سے گزر رہا ہوں اور ایک نور ہمارے ساتھ چل رہا ہے۔ اسی دوران فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کا فون نمبر آ رہا ہے۔ دل میں فیصلہ کیا کہ مَیں ان کو واپس کال کرتا ہوں اگر تو انہوں نے فون کا جواب نہ دیا تو وہ سچے نبی ہوں گے ورنہ نہیں۔ نہ جانے کیوں خواب میں ہی مجھے یہ خیال آتا ہے کہ نبی فون کا جواب نہیں دیا کرتے۔ چنانچہ میں نے فون کیا۔ دیر تک گھنٹی بجتی رہی لیکن انہوں نے فون نہ اٹھایا۔ اس کے بعد آپ نے میرے سامنے پُرہیبت تجلی فرمائی۔ میں نے قرآن کریم کی آیات اور اَعُوذُ بِاللہ پڑھنا شروع کر دیا تا کہ کہیں شیطان مجھ پر مہدی کا معاملہ مشتبہ نہ کر دے۔ اس کے بعد شدت خوف سے جاگ اٹھا۔ یہ نماز فجر کا وقت تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ خواب سچی ہے اور پھر میں نے بیعت کر لی۔

لوگوں کے لئے کس طرح نشان ظاہر ہوتے ہیں اور بیعت کا ذریعہ بن جاتے ہیں، اس کے بارے میں مبلغ انچارج صاحب سینیگال ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سینیگال کے ریجن کازاماس (Cazamass) میں تین گاؤں میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ ان دیہاتوں میں جماعتی ترقی کو دیکھ کر وہاں جماعت مخالف مولویوں اور چیف نے مل کر جماعت کے خلاف بددعا کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ سارے مسلمان تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت کر کے زمین پر ہاتھ مار مار کر کہتے کہ اللہ تعالیٰ جماعت اور اس کے مبلغ کو ہلاک کر دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس بددعا کے کچھ دن بعد ہی ان کے سب سے بڑے امام کو سانپ نے کاٹ لیا۔ سارے امام پھر اکٹھے ہوئے اور دوبارہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ امام کو بچا دے۔ مگر ان کا یہ جو بڑا امام تھا خون کی الٹیوں کے بعد فوت ہو گیا۔ پھر چند دن بعد اس چیف کو بھی سانپ نے کاٹ لیا جو جماعت کے خلاف بددعا میں شامل ہوا تھا۔ اس کو بھی بچانے کے لئے مولویوں نے مل کر دعائیں کیں مگر ہلاکت سے نہ بچا سکے۔ یہ دیکھ کر لوگوں پر خوف طاری ہوا اور خود ہی کہنے لگ گئے کہ احمدیت اور احمدی مبلغ کے خلاف بددعا کرنے کے نتیجہ میں ایسا ہو رہا ہے۔ لیکن مولویوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب اللہ نہیں کر رہا بلکہ جنّوں نے سانپ چھوڑا ہوا ہے جو لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ ابھی کچھ دن گزرے تھے کہ نائب چیف کو بھی سانپ نے کاٹ لیا اور وہ بھی اسی حالت سے گزر کر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد لوگ ہمارے مبلغ کے پاس آئے اور ہمارے مبلغ کو پتا نہیں تھا کہ اس طرح ان لوگوں نے جماعت کے خلاف بددعا کی ہے۔ لیکن گاؤں والوں نے خود یہ سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ہمیں بچاؤ۔ ہماری بددعا نے ہمیں پکڑ لیا ہے۔ ہمارے لئے کچھ کرو۔ چنانچہ مبلغ ان کے گاؤں گئے اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحدّی کے بارے میں بتایا کہ خدا دشمنوں کی بددعاؤں کو ان کی طرف ہی الٹا دے گا اور جماعت کو ترقی دے گا۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے تینوں دیہات کے سات سو سے زائد افراد بیعت کر کے احمدیت کی آغوش میں آ گئے ہیں۔

مخالفین خود بھی بعض دفعہ سعید فطرت لوگوں کے لئے تحقیقِ حق کے راستے کھول دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے برکینا فاسو کے ریجن بوروموَ سے معلم سلسلہ لکھتے ہیں کہ ہماری ایک جماعت پورا (Poura) کے وہابی امام کے بیٹے نے ایک تبلیغی نشست میں شرکت کی جس میں اس نے دیکھا کہ غیر احمدی مولوی جنہوں نے پی ایچ ڈی بھی کر رکھی تھی دلائل دینے کی بجائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔ اس بات کا اس لڑکے پر بڑا گہرا اثر ہوا اور اس نے جماعت کے بارے میں تحقیقات شروع کر دیں۔ ریڈیو پر جماعت کی تبلیغ باقاعدہ سنتا رہا۔ ایک دن اپنے والد (جو کہ وہابی امام ہیں) سے جماعت کے بارے میں پوچھا تو والد نے جواب دیا کہ احمدی مسلمان نہیں

ہیں۔تم ان کے قریب بھی نہ جانا۔لیکن موصوف باقاعدگی سے ریڈیو سنتے رہے۔ پھر اس نے ہمارے معلم کے ساتھ رابطہ کیا اور بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔ جب والد کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے اپنے بیٹے کو گالیاں دیتے ہوئے گھر سے نکال دیا۔ چند دن بعد اس لڑکے کو اپنی والدہ کا فون آیا کہ تمہارے جانے کے بعد گھر کا امن وسکون برباد ہو گیا ہے تم واپس آ جاؤ اور اپنے والد سے صلح کرلو۔ ماں کے کہنے پر جب وہ گھر واپس آیا تو دیکھا کہ والد نے سارے گاؤں والوں کو جمع کیا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ یہ کافر ہو گیا۔ افریقن رواج کے مطابق والد کا ناراض ہونا بہت برا جانا جاتا ہے۔ اس پر اس نو احمدی بیٹے کو کافی پریشانی ہوئی۔ وہ دعا میں لگ گیا۔ پھر ایک دن خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اگر نجات چاہتے ہو تو احمدیت پر قائم رہو۔ اس خواب سے موصوف کو مزید ثبات قدم عطا ہوا اور اپنے والد سے کہا کہ آپ جو مرضی کرلیں اب مَیں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ پس ہزاروں میل دور رہنے والوں کے دلوں میں بھی جب اللہ تعالیٰ احمدیت راسخ کر دیتا ہے تو پھر ان کو ثبات قدم بھی عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حقیقی تعلیم کے ذریعہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے محبّوں کا گروہ پیدا کیا ہے وہاں آپس کی محبت بھی دلوں میں پیدا کر دی ہے۔ چنانچہ اس محبت کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ پارا کو ریجن کا ایک قصبہ ہے کالے (Kale)۔ پارا کو شہر سے 114 کلومیٹر دور ہے۔ کچے راستے ہیں ان سے گزرتے ہوئے اور جنگلوں میں سے گزرتے ہوئے بالکل جنگل میں یہ واقع ہے۔ گزشتہ سال ہم وہاں اس گاؤں میں گئے تھے۔ کہتے ہیں گزشتہ سال اس گاؤں میں بیعتیں بھی ہوئیں تھیں۔ اس سال اس گاؤں میں درختوں کی چھاؤں تلے جلسہ منعقد کیا گیا جہاں ارد گرد کی جماعتوں سے بھی نومبائعین کو بلایا گیا۔ جب مرکزی وفد ایک طویل اور دشوار سفر کر کے اس گاؤں پہنچا تو گاؤں کے لوگوں نے نعرے لگاتے ہوئے اس قدر والہانہ استقبال کیا کہ گاؤں والوں کا اخلاص دیکھ کر سارے سفر کی تھکان دور ہو گئی۔

کہتے ہیں کہ ایک جماعت مکارا (Makara) کے نومبائع صدر نے وہاں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ لوگو! یہ حق کا راستہ ہے جس نے ہمیں زندگی دی۔ یہی اصل مذہب اسلام ہے جس نے ہمیں محبت سکھائی۔ غیر احمدی امام نے ہمارے درمیان فساد ڈال کر محبت ختم کرنے کی کوشش کی تھی مگر احمدیت نے ہم سب کو یکجا کر دیا ہے۔

اسی طرح ایک اور نومبائع جماعت ڈورو (Dorou) کے صدر نے کہا کہ احمدیت نے ہی ہمیں صحیح اسلام سکھایا۔ جب ہم جلسہ سالانہ پر گئے تو کسی نے کوئی فرق نہ کیا۔ سب گاؤں اور شہر والے ایک ہی جگہ جمع تھے۔ نہ کوئی لڑائی تھی نہ جھگڑا۔ احمدیت نے ہمیں دین کی سمجھ بوجھ دی اور اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ ہم لوگ نمازیں پڑھنے لگ گئے۔ پھر ایک نومبائع نے کہا کہ ہم احمدیت کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہم جنگل والوں کو انسان بنا دیا۔ یہاں بیٹا باپ کو سلام نہیں کرتا تھا لیکن احمدی معلمین اور مبلغین نے ہماری ایسی تربیت کی ہے کہ ہر طرف سے سلام کی آوازیں آتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں سے بھی اور غیر مسلموں میں سے بھی کس طرح سعید فطرتوں کو احمدیت قبول کرنے کے بعد پھر ایمان پر مضبوطی عطا فرماتا ہے۔

سیرالیون کے امیر لکھتے ہیں کہ بو (Bo) ریجن سیرالیون کی ایک جماعت سیلو (Sellu) میں گزشتہ سال ایک نومبائع جماعت قائم ہوئی تھی لیکن وہاں کے امام نے اس وقت بیعت نہیں کی تھی۔ کچھ عرصہ قبل جب اس امام نے بھی جماعت احمدیہ میں شمولیت کا اعلان کیا تو کچھ شر پسند عناصر فتنہ پھیلانے کی غرض سے وہاں پہنچ گئے۔ ان افراد نے وہاں جا کر امام سے کہا کہ چونکہ یہ مسجد جس کی تم امامت کرتے ہو مالکیہ فرقے کی ہے اس لئے یا تو احمدیت چھوڑ دو یا پھر اس مسجد کی امامت ترک کر دو۔ اس پر امام صاحب نے جواب دیا کہ میں نے ایک لمبے عرصے کی ذاتی تحقیق اور مطالعہ کے بعد احمدیت قبول کی ہے اور چونکہ میں امام ہوں اور ان باتوں کو آپ لوگوں سے زیادہ بہتر سمجھ سکتا ہوں اس لئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور میں آپ کی مسجد اور امامت آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ لیکن احمدیت کو چھوڑنا میرے لئے ممکن نہیں۔

ایسے امام بھی ہیں، علماء بھی ہیں جنہیں سچائی کو سمجھنے اور پرکھنے کی اللہ تعالیٰ نے فراست بھی دی ہوئی ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک پاکستانی علماء ہیں جن کو صرف اپنی غرض ہے اور اپنا پیٹ بھرنے کی طرف توجہ ہے۔

بینن سے ایک لوکل معلّم توفیق صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دوست بامیسورو (Bamesoro) کریم صاحب کو عیسائیت سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ موصوف نے ہمیں اپنے گاؤں ہیٹی (Heti) میں تبلیغ کے لئے آنے کی دعوت دی اور کہا کہ چاہے پورے گاؤں میں سے کوئی بھی قبول نہ کرے اور چاہے لوگ میری کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کریں میں احمدی ہوں اور احمدی ہی رہوں گا اور اکیلا ہی تبلیغ کرتا رہوں گا۔ یہ ان لوگوں کا، نئے آنے والوں کا تبلیغ کے بارے میں جوش ہے جو ہم پرانوں کے لئے بھی سبق ہے۔ جب ان کے گاؤں میں تبلیغ کی گئی تو بیس افراد کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ کچھ عرصہ بعد جامعہ احمدیہ نائیجیریا کے ایک طالبعلم بشیر صاحب کو وہاں تربیت کے لئے بھیجا گیا تو مزید ایک سو افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ احمدیت کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر امام مسجد نے جماعت کی مخالفت شروع کر دی اور روزانہ علی الصبح جماعت کے خلاف وعظ کرنا شروع کر دیا لیکن احمدی ثابت قدم رہے اور گاؤں کے پہلے احمدی بامیسورا (Bamesoro) کریم نے کہا کہ جب تک اس گاؤں میں جماعت کو مسجد کے لئے جگہ نہیں مل جاتی اس وقت تک میرا گھر جماعت کے لئے حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں نے وہاں پر جمعہ کی نماز بھی ادا کی۔ عید کی نماز بھی ادا کی۔ امام مسجد نے دیکھا کہ احمدیت روز بروز ترقی کر رہی ہے تو وہ بامیسورو کریم صاحب کے گھر چلا گیا اور اسے کافر کہنا شروع کر دیا۔ اس پر کریم صاحب نے کہا کہ جب میں عیسائی تھا تو تم لوگوں میں سے کسی نے مجھے اسلام کا پیغام نہیں دیا۔ اب جبکہ میں جماعت احمدیہ کی وجہ سے احمدی مسلمان ہوں تو تم نے مجھے کافر کہنا شروع کر دیا۔ میں احمدی ہوں اور احمدی ہی مروں گا۔ چنانچہ مولوی کو وہاں سے رسوا ہو کر نکلنا پڑا اور کریم صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک فعّال داعی الی اللہ بن چکے ہیں۔ انہیں تبلیغ کا بھی بڑا شوق ہے۔ باوجود امام مسجد کی مخالفت کے بڑے جوش اور جذبے سے تبلیغ کر رہے ہیں اور نئی بیعتوں کے حصول کا ذریعہ بھی بن رہے ہیں۔

برکینا فاسو سے لوکل معلم کوناتے عبدالحئی صاحب کہتے ہیں کہ ایک نومبائع جیالو (Dialo) ابراہیم نے بتایا کہ وہ مسلمان ہونے کے باوجود کثرت سے شراب پیا کرتا تھا اور اتنی زیادہ پیتا تھا کہ لوگ ان کو پاگل سمجھتے تھے اور کوئی بھی ان کے قریب نہ جاتا تھا۔ ایک دن وہ بیمار ہو گیا اور کوئی بھی ان سے ملنے نہیں آیا۔ اس کے بعد انہوں نے احمدیہ ریڈیو سننا شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت سے نوازا۔ جماعت میں داخل ہو گئے اور شراب پینی چھوڑ دی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد دوبارہ بیمار ہو گئے اور اس دفعہ اس قدر بیمار ہوئے کہ انہوں نے سمجھ لیا کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ موصوف نے دعا کی کہ اے اللہ اگر امام مہدی جن کو میں نے مانا ہے سچے ہیں تو اپنی جناب سے مجھے لمبی عمر دے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سنی۔ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو نہ صرف بیماری سے نجات دی بلکہ ان کو اتنی صحت دی کہ اس کے بعد وہ جلسہ میں بھی شامل ہوئے۔ ان کا کہنا تھا یہ سب امام مہدی علیہ السلام کو ماننے کی برکت ہے۔ اگر آج وہ زندہ ہیں تو صرف اس لئے کہ انہوں نے سچائی کو مانا۔

آئیوری کوسٹ سے ایک دوست دامیلے (Dembele) صاحب اپنی قبولیت احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مَیں بتوں کی پوجا کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت مجھے ایک لوٹا اور جائے نماز دیتی ہے اور کہتی ہے کہ نماز پڑھا کرو۔ مجھے اس خواب کی سمجھ نہیں آئی۔ خواب کی تعبیر کے لئے میں ایک مسلمان عالم کے پاس گیا۔ اس نے کہا کہ اس کا سیدھا مطلب ہے کہ تم نماز پڑھا کرو۔ چنانچہ میں نے غیر احمدیوں کی مسجد میں نماز پڑھنی شروع کر دی لیکن ابھی بھی میری توجہ بت پرستی کی طرف تھی۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے پھر وہی خواب دیکھا۔ اس عورت نے پھر مجھے یہی کہا کہ نماز پڑھا کرو۔ کہتے ہیں میں پریشان ہوا کہ میں نے تو نماز پڑھنی شروع کر دی ہے پھر اس خواب کا کیا مطلب ہے؟ اس پر کہتے ہیں میں اپنے بڑے بھائی کے پاس گیا جو احمدی ہے اور اس سے خواب بیان کی۔ بڑے بھائی نے مجھے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں احمدیت قبول کرنی چاہئے۔ چنانچہ ان کے مشورے پہ میں نے جماعت کے مبلغ سے رابطہ قائم کر کے جماعت کے بارے میں معلومات لے کر بیعت کر لی۔ بیعت سے پہلے بھی میں نماز پڑھتا تھا لیکن اس کے باوجود میرا دل بت پرستی کی طرف مائل رہتا تھا لیکن احمدیت قبول کرنے کی برکت تھی کہ میرے دل سے بُت پرستی کا خیال بالکل ہی نکل گیا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد ہی مجھے حقیقی نماز میسر آئی اور حقیقی خدا کا پتا چلا۔ احمدیت کی برکت ہی سے مجھے حقیقی خدا ملا۔ پس نئے احمدیوں کے یہ واقعات پرانوں کے لئے بھی سبق ہیں۔

قازان سے مبلغ لکھتے ہیں کہ جون 2014ء سے قازان جماعت نے فرید ابراہیم صاحب کی دکان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر لگائی۔ تصویر کے نیچے یہ تحریر رشین میں لکھی کہ وہ امام مہدی جس کا بہت دیر سے انتظار تھا وہ آچکا ہے اور ساتھ میں جماعت کی ویب سائٹ کا ایڈریس بھی لکھا ہوا تھا۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ان کی دکان شہر کے مین بازار میں ہے اور ایک اندازے کے مطابق روزانہ دس ہزار کے قریب لوگ ان کی دوکان کے پاس سے گزرتے ہیں۔ اس تصویر کو دیکھ کر لوگ رابطہ کرتے ہیں اور تبلیغ کے لئے راہ نکلتی ہے۔ اس طرح بھی لوگوں نے تبلیغ کے راستے کھولنے شروع کئے ہیں۔ گزشتہ دنوں ہمارے ایک پاکستانی احمدی اپنے بزنس کے سلسلہ میں یہاں گئے ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے یہی جگہ ہوگی۔ انہوں نے مجھے ایک تصویر بھیجی ہے جو ایک دوکان پہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی ساری لگی ہوئی تھی اور کہتے ہیں مَیں وہاں کھڑا تھا۔ تصویر دیکھ رہا تھا تو اتنے میں دو پاکستانی غیر احمدی وہاں سے گزرے اور وہاں کھڑے ہو کے تصویر دیکھنے لگے تو ایک دوسرے کو کہنے لگا کہ لگتا ہے کہ یہ قادیان والے مرزا صاحب ہیں ان کی تصویر ہے۔ ایک عورت جو اس دکان پہ تھی اس نے صرف اتنا سنا۔ تو تصویر کی طرف اشارہ کر کے وہ کہتی ہے کہ یہ امام مہدی علیہ السلام ہیں جو آ گئے ہیں۔ کہتے ہیں میں نے اتنا ہی سنا تھا۔ پھر وہاں سے چلا گیا۔ تو تبلیغ کے یہ رستے اس طرح بھی لوگ کھولتے ہیں۔

امیر صاحب برکینا فاسو لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک نومبائع دوست پارے (Pare) ادریس نے بیان کیا کہ میں نے بیعت کرنے کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا کہ جس جگہ میں پہلے ہوتا تھا وہاں اندھیرا ہو گیا ہے اور جس جگہ اب ہوں وہاں نور ہی نور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ موصوف قبول احمدیت سے پہلے وہابی تھے۔ چنانچہ اس خواب کے بعد انہوں نے اپنے دوستوں کو کہنا شروع کر دیا کہ اگر آج تم نور کی تلاش چاہتے ہو تو حقیقی نور صرف احمدیت میں ہی ہے کیونکہ اس میں خلافت کا نظام جاری ہے اور خلافت کے ساتھ ہی ہماری فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب پارے (Pare) صاحب مستقل داعی الی اللہ بن چکے ہیں، بڑی تبلیغ کرتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کی طرف لا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہی حقیقی اسلام دنیا پر غالب آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق بھی دے کہ وہ اس برکت سے حصہ لینے کے لئے مستقل دعوت الی اللہ کرنے والا ہو اور اس طرف توجہ دے۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ ہے مکرمہ خورشید رقیہ صاحبہ کا جو مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنو کے مرحوم درویش قادیان کی اہلیہ تھیں۔ یکم ستمبر 2017ء کو جمعہ اور حج اکبر کے دن بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مرزا کبیر الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑنواسی تھیں۔ ان کے میاں دیہاتی مبلغ تھے جن کے ساتھ آپ کی شادی 1956ء میں ہوئی۔ میدان عمل میں ہر قسم کی تنگی ترشی اور نامساعد حالات میں اپنے شوہر کا پورا ساتھ دیا۔ نہایت صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزاری۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز، خلافت کی فدائی، غریب پرور اور نیک خاتون تھیں۔ ایم ٹی اے پر باقاعدہ میرے خطبات سنتی تھیں اور اپنی اولاد کو بھی تلقین کرتی تھیں کہ ان کے خطبے ضرور سنا کرو۔ طویل عرصہ تک یہ بیمار بھی رہیں۔ اور جماعت کی طرف سے علاج کی سہولت مہیا ہونے کے باوجود مدد نہیں لیتی تھیں۔ آخری وقت تک بچوں کو یہی کہا کہ اپنے وسائل سے ہی زیادہ سے زیادہ علاج کروانے کی کوشش کرو۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک داماد جو ہیں وہ فرانس میں رہتے ہیں اور مراکو کے رہنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ ڈاکٹر صلاح الدین صاحب نیوجرسی امریکہ کا ہے جو مکرم مولوی امام الدین صاحب مبلغ سلسلہ انڈونیشیا کے بیٹے تھے۔ 10 رستمبر 2017ء کو ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے کسی سائنس کے مضمون میں وہاں پی۔ ایچ۔ ڈی کیا تھا۔ چھٹیوں میں لندن بھی آ جاتے رہے۔ خلافت رابعہ میں زیادہ آیا کرتے تھے اور دفتر پی ایس کے علاوہ عملہ حفاظت میں ڈیوٹیاں دیتے تھے۔ دفتر کا کام ہو یا حفاظت کی ڈیوٹی ہمیشہ بڑی ذمہ داری سے اپنی ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ ان کی شخصیت ایسی پُروقار، نمایاں اور مقبول تھی کہ جلد جلد لوگوں میں اپنی جگہ بھی بنا لیتے تھے۔ ہر دلعزیز بھی ہو جاتے تھے۔ قد کاٹھ بھی ان کا لمبا تھا۔ پھر علم و دانش بھی کافی تھی۔ پی ایچ ڈی کیا ہوا تھا اور اپنے علم سے خوب واقفیت تھی۔ اس کے علاوہ بھی علم رکھتے تھے۔ ان خوبیوں کے باوجود نہایت عاجز اور طبیعت میں مسکینی تھی۔ ہر طرح کے آدمی سے گفتگو کرنے کا ملکہ تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ خلافت رابعہ میں تو خاص طور پر کافی لمبا عرصہ پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں خدمت کی توفیق پائی۔ پھر عملہ حفاظت کی ڈیوٹیوں میں بھی کافی چستی سے ڈیوٹی دیتے رہے۔ امیر صاحب امریکہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صلاح الدین صاحب نیوجرسی جماعت کے ممبر تھے۔ کئی دہائیوں سے جلسہ سالانہ کے موقع پر لنگر خانے میں رضا کاروں کی ٹیم کی نگرانی کر رہے تھے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ان کی بے لوث اور اَنتھک خدمت ہم سب کے لئے ایک نمونہ تھی۔ نمایاں ہو کر کام کرنے کی بجائے بے نفس ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی پُرجوش خدمت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے عہدہ نہیں چاہئے۔ صرف خدمت میرے سے جو لینی ہے لے لیں۔ خلافت سے بھی انتہائی وفا کا تعلق تھا۔ میں ان کو بچپن سے ربوہ سے جانتا ہوں۔ اور خلافت کے بعد بھی مَیں نے ان میں خلافت کے لئے پیار اور محبت اور ان کا ایک خاص وفا کا تعلق دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ ان کی جو بہنیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور حوصلہ دے اور مولوی امام دین صاحب کی جو اولاد ہے ان میں ان کی نیکیوں کو بھی جاری فرمائے۔

☆...☆...☆

بقیہ رپورٹ: دورہ جرمنی

از صفحہ نمبر 20

آ کر جب آپس میں ناچاقیاں ہوتی ہیں تو بچوں کی غلط خواہشات پوری کرنی لگ جاتے ہیں اور یہ بات اس وقت ہوتی ہے جیسا کہ میں نے کہا جب خاوند بیوی میں اختلافات شروع ہو جاتے ہیں، باپوں کو یہ پتا ہی نہیں لگ رہا ہوتا کہ اس طرح کے غلط لاڈ پیار سے وہ اپنی ہی نسل برباد کر رہے ہیں۔ یہ تو میرا بھی تجربہ ہے اور بہت سے معاملات میرے سامنے بھی آئے جب گھروں میں میاں بیوی میں اختلافات شروع ہو جاتے ہیں یا علیحدگیاں ہوتی ہیں تو باپ صرف بچوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے وقت ضائع کرنی والی گیمز بچوں کو خرید کر دے دیتے ہیں۔ اور جب مائیں بچوں کو سمجھائیں تو پھر بچے باپوں کو بتاتے ہیں اور یوں اگر وہ ابھی رشتہ قائم ہے اور صرف اختلافات ہی ہیں تو گھروں میں لڑائیاں اور فساد بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اگر رشتے قائم نہیں اور علیحدگیاں ہو چکی ہیں تو پھر بچے دوہری زندگی گزار رہے ہوتے ہیں ان کو سمجھ نہیں آتی کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے۔ بہرحال یہ بھی میرا تجربہ ہے کہ ایک عمر کو پہنچ کر جب بچوں میں چاہے وہ لڑکے ہیں یا لڑکیاں کچھ عقل آتی ہے تو بچے پھر ماں کی حمایت کرتے ہیں اور باپوں کی زیادتیوں کی شکایت بھی کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پس اسلام نے انسانی فطرت کے اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے عورت اور مرد کو کہہ دیا کہ اگر اپنی نسلوں کی صحیح تربیت کرنا چاہتے ہو اور انہیں معاشرے کا بہترین حصہ بنانا چاہتے ہو تو مرد اپنی ذمہ داریاں سنبھالے اور عورت اپنی ذمہ داریاں سنبھالے۔ دونوں ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کرنے کی کوشش کریں اور بچوں کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کریں تو اس سے تم قوم کا ایک بہترین سرمایہ بنا رہے ہو گے۔ اگر عورتیں گھروں میں اپنے فرائض ادا کرنے کی بجائے پیسہ کمانے کے شوق میں نوکریاں کرتی رہیں گی اور بچے جب سکول سے گھر آئیں گے تو نظرانداز ہو رہے ہوں گے، انہیں پتا نہیں ہو گا کہ کہاں وہ اپنے سکون کی تلاش کریں۔ مائیں جب تک تھکی ہوئی گھر آئیں گی تو ظاہر ہے کہ جلدی جلدی کھانا تیار کرنے کی فکر میں ہوں گی یا اور دوسرے کام کرنے کی فکر میں ہوں گی اور بچوں کو صحیح طرح وقت نہیں دے سکیں گی اور یہی چیز بہت سے بچوں میں بے چینی کا باعث بن رہی ہوتی ہے۔ جوں جوں تعلیم عام ہو رہی ہے اسی طرح اس طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔ تعلیم یافتہ لڑکیاں سمجھتی ہیں کہ شادی کے بعد ہمارا فرض ہے کہ ہم ضرور کام کریں۔ بیشک کام کریں لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بچوں کی تربیت پہلا فرض ہے۔ بہرحال بچوں میں یہ باتیں بے چینی کا باعث بن رہی ہوتی ہیں چاہے وہ اس کا اظہار کریں یا نہ کریں لیکن عمر کے ساتھ ساتھ اس بے چینی کے پھر نفسیاتی اثرات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پس اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عورتوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے یہ کہہ کر کہ تم میں سے بہترین عورتیں وہ ہیں جو صالحات ہیں اور قانتات ہیں اور حافظات لِلغیب ہیں۔ نیکیوں میں بڑھنے والی ہیں، دنیاوی خواہشات ان کا مطمح نظر نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ خود بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے نیکیاں بجا لانے والی ہوں اور بچوں کی بھی صحیح تربیت کر کے انہیں صالح بنانے والی ہوں۔ پھر غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوں جن کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو جن باتوں کو کرنے کی تاکید فرمائی ہے ان میں سے ایک بچوں کی تربیت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران بنائی گئی ہے۔ وہ اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر اور اولاد کی حفاظت کی ذمہ دار ہے اور اولاد کی حفاظت کس طرح ہو سکتی ہے؟ یہ سوال ہے۔ یہ بچوں کی بہترین تربیت کر کے ہی ہو سکتی ہے۔ اگلی نسل کی بہترین تربیت کر کے ہی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ اسلام اگر مرد کو تمام ضروریات کے پورا کرنے کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے تو پھر عورت کو بھی کہتا ہے کہ تم بھی اپنی ذمہ داری ادا کرو۔ اگر بچوں کی تربیت کی ذمہ داری عورت ادا کرتی ہے تو کہاں سے یہ نتیجہ نکلا، کس طرح یہ نتیجہ نکلا کہ اس کو گھر میں رکھ کر اس کے حقوق غصب کئے گئے ہیں یا کئے جا رہے ہیں۔ جب مرد کو عورت کے حق ادا کرنے کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ وہ باہر کے کاموں کی وجہ سے بچوں کا صحیح حق ادا نہیں کر سکتا تو پھر عورت بچوں کا حق ادا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے عورت کی یہ فطرت میں رکھا ہے کہ وہ بچوں کی نگہداشت بہترین رنگ میں کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اگر عورت بھی کہے کہ میں نے اپنا حق استعمال کرنا ہے اور سارا دن گھر سے باہر رہنا ہے تو بچوں کا حق کون ادا کرے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس اسلام کہتا ہے کہ تم آپس میں باہمی رضا مندی سے تقسیمِ کار کرو۔ ہر ایک اپنے اپنے کام کو تقسیم کرے اور ضد میں آ کر بچوں کو ان کے حق سے محروم نہ کرو۔ اپنے حق لینے کے لئے بچوں کو ان کے حق سے محروم نہ کر دو۔ پس یہ قابل اعتراض نہیں بلکہ خوبصورت تعلیم ہے۔ پس احمدی ماؤں کو کسی قسم کے شکوہ کی ضرورت نہیں بلکہ انہیں خوش ہونا چاہئے کہ احمدی ماؤں کی پاک گودیں پاک خزانے ہیں اور خزانے رکھنے کی جگہ ہیں اور ان میں پلنے والے بچے پاک مال ہیں اور نیک تربیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مال ہیں۔ پس کون ہے جو یہ پاک مال بنانا اور لینا پسند نہیں کرے گا۔ پس اٹھیں اور پاک مال سے اپنے پاک خزانے بھرتی چلی جائیں بجائے اس کے کہ ضدوں میں آ کر، مقابلوں میں آ کر بچوں کے حق ادا کرنے چھوڑ

دیں اور ان کو ان کے حق سے محروم کر دیں۔ دنیا کو نہ دیکھیں کہ یہ چندروزہ دنیا ہے۔ دنیا کی چندروزہ زندگی کے پیچھے دوڑنے کی بجائے آخرت کی اُس زندگی کے حصول کی کوشش کریں جس سے اِس دنیا کی زندگی بھی جنت بنتی ہے اور آخرت کی زندگی بھی دائمی جنت بناتی ہے۔ دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بیویوں اور نیک ماؤں کو کیا مقام دیا ہے۔ آپ نے فرمایا جمع کرنے والا مال سونا چاندی نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ تم نے سونا چاندی جمع کرلیا تو بڑا مال کما لیا۔ فرمایا بلکہ سب سے افضل مال ذکر الٰہی کرنے والی زبان ہے اور شکر کرنے والا دل ہے اور مومنہ بیوی ہے جو اس کے دین پر اس کی مددگار ہوتی ہے۔ گویا خاوند کو دین پر چلانے کے لئے بھی مومنہ بیوی ہی کام آتی ہے اور جو دین کی خدمت کرنے والے ہیں ان کی مددگار بھی مومنہ بیوی ہی ہوتی ہے۔ پس جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا مردوں اور عورتوں دونوں کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اگر خزانے جمع کرنے ہیں جو اس دنیا میں بھی کام آئیں اور اگلے جہان میں بھی کام آئیں تو اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی سے تر رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے دل میں شکر گزاری کے جذبات پیدا کرو۔ اس بات پر ہر وقت کڑھتے نہ رہو کہ فلاں کے پاس مال زیادہ ہے اس کے پاس پیسہ زیادہ ہے اور ہمارے پاس کم ہے۔ فلاں کا گھر بڑا ہے اور ہمارا چھوٹا ہے۔ فلاں کے پاس فلاں قسم کی اور نئے ماڈل کی کار ہے ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور عورتیں یہ نہ دیکھیں کہ فلاں کے پاس سونے کا اتنا زیور ہے اور ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہمارے خاوند ہمیں بنا کر نہیں دیتے۔ اگر خاوندوں کو گنجائش ہے تو ضرور بیویوں کی خواہش پوری کر دینی چاہئے لیکن اگر قرضے لے کر اور قرضوں میں ڈوب کر خواہش پوری کرنی ہے تو یہ دیندار عورت کی نشانی نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس اصل بات یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ میں سے بہت سی ہیں جن کے باپ دادا نے دین قبول کیا، احمدیت قبول کی اور قربانیاں دیں۔ آپ نے اسے یاد رکھنا ہے۔ اگر بھول گئیں تو اپنا دین بھی ضائع کریں گی اور اپنے بچوں کا دین بھی ضائع کریں گی۔ آپ جو پاکستانی ہیں اکثریت ان میں سے اس لئے اپنے ملک سے نکالی گئی ہیں یہاں آ کے آباد ہوئے آپ کے باپ دادا یا آپ خود لوگ یہاں آئے کہ آپ نے نام نہاد مُلّاں کے دین کی پیروی نہیں کی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سمجھتے ہوئے اور قبول کرتے ہوئے زمانے کے امام اور مسیح موعود کو مانا ہے۔ نہ کہ مُلّاں کے دین کو۔ اور مُلّاں سے خوف نہیں کھایا اس لئے آپ کو وہاں سے ملک چھوڑنا پڑا ورنہ کیا خصوصیت ہے آپ میں اور کیا حق ہے ان احمدیوں کا جو یہاں آ کے اسائلم لیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ کا جو جرمنی میں آ کر آباد ہونا ہے وہ کسی خصوصیت کی وجہ سے نہیں ہے۔ آپ کے کسی اعلیٰ معیار کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ دین کی وجہ سے ہے۔ جب دین کی وجہ سے ہے تو پھر اس کو ہمیشہ یاد بھی رکھنا چاہئے۔ اس قوم نے احمدیوں کو صرف اس لئے جگہ دی کہ ہمیں اپنے ملک میں مذہبی آزادی نہیں تھی۔ پس اس بات کو مرد بھی اور عورتیں بھی یاد رکھیں۔ اگر دین پر قائم نہیں رہتے تو پھر ہم ان لوگوں کو دھوکہ دینے والے بنتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ اپنے قول سے بھی اور اپنے عمل سے بھی یہ ثابت کریں کہ جس دین کو آپ ماننے والے ہیں وہ سچا دین ہے اور آپ کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ دنیا کو اسلام کی خوبیاں بتائیں تا کہ دنیا جانے کہ دنیا کی نجات خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے اور اس پر ایمان لانے میں ہے نہ کہ دنیاوی ہاؤ ہُو میں ڈوب کر دین کو بالکل بھول جانے میں ہے، اللہ تعالیٰ کو بھول جانے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین کی رہنمائی کی سچی توفیق عطا فرمائے اور اپنے عملی نمونے دکھانے کی آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ دعا کر لیں۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا مکمل متن حسبِ طریق علیحدہ شائع ہوگا۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بجکر پندرہ منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

اس کے بعد ممبرات لجنہ اور ناصرات کے مختلف گروپس نے افریقن، عربی، اردو، جرمن، انگریزی، سپینش، ترکی اور بوزنین زبانوں میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کم عمر والے بچوں کے ہال میں بھی تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے درمیان پا کر بچوں اور اُن کی ماؤں کی خوشی کی انتہا تھی۔ یہاں پر بھی دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے گئے۔ اور خواتین نے نعرے بلند کئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بجکر چالیس منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

پروگرام کے مطابق چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن اور دوسری مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ان مہمانوں کے ساتھ یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔

اس پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 779 تھی۔ جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 203، عرب مہمانوں کی تعداد 227، ایشین ممالک سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کی تعداد 171، افریقن مہمانوں کی تعداد 26، جبکہ جرمنی کے علاوہ دوسرے مختلف یورپین ممالک ہالینڈ، سپین، فرانس، بیلجیم، سوئٹزرلینڈ، بلغاریہ، میسیڈونیا، البانیا، کوسووو، بوزنیا، ہنگری، کروشیا، لیتھوینیا، سلووینیا، لاٹویا اور اسٹونیا سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 190 تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے بعد پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔

بعد ازاں چار بجکر سات منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ حضور انور کے خطاب کا اردو ترجمہ پیش ہے:

....

جرمن اور دوسری مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے زیرِ تبلیغ مہمانوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

تشہد وتعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت ہو۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم انتہائی مشکل اور نازک دَور سے گزر رہے ہیں۔ اگر ہم آج کی دنیا کو سرسری نگاہ سے ہی دیکھیں تو ہمیں ہر طرف بڑھتی ہوئی دشمنی، انتشار اور بے چینی نظر آئے گی۔ لگتا ہے دنیا کی اکثریت اس حتمی نتیجہ پر پہنچ چکی ہے کہ اس دنیا کے غیر مستحکم ہونے کا ذمہ دار اسلام ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کہنا درست ہے کہ صرف مسلمان ہی تمام دنیا میں فتنہ وفساد کے شعلوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود یہ انتہائی افسوس کا موجب ہے کہ بعض نام نہاد مسلمان گروپس نے مسلسل دنیا کے امن کو تباہ کیا ہے اور نفرت پھیلا کر اور انتہائی گھناؤنے ظلم ڈھا کر غیر مسلم طبقوں میں کشیدگی اور خوف کی فضا طاری کی ہے۔ یقیناً مجھے ذاتی طور پر یہ حقیقت تسلیم کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ ایسے مسلمانوں نے معاشرہ میں فتنہ فساد اور تفریق پیدا کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ شدت پسند گروہ اور علماء نے لاچار مسلمانوں کو اپنا شکار بنایا ہے اور گمراہ لوگوں کو ہدایت کی طرف لانے کی بجائے انہوں نے ان کے ذہنوں کو شدت پسندی کے زہر سے بھر دیا اور انہیں بنیاد پرست بنا دیا۔ بدقسمتی سے بعض کے ذہنوں میں یہ زہر اس حد تک بھرا گیا کہ انہوں نے انتہائی خوفناک ظلم وستم ڈھائے۔ جبکہ بعض دوسرے جنہوں نے ایسے حملے تو نہیں کیے لیکن پھر بھی وہ اسی قسم کے شیطانی نظریات کے حامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم کافی عرصہ سے دیکھ رہے ہیں کہ کچھ مسلمان حکومتیں اپنے عوام سے برا سلوک کر رہی ہیں اور ان حکومتوں نے عوام کے ساتھ بے حساب ظلم وستم اور ناانصافیاں کی ہیں جس کے نتیجہ میں تفریق پیدا ہوئی جو بالآخر خون ریز خانہ جنگی پر منتج ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس کے باوجود یہ بات بالکل واضح ہو جانی چاہیے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دہشتگرد کیا دعویٰ کرتے ہیں۔ تمام دہشت گرد اور شدت پسندی کے واقعات چاہے وہ گروہوں کی طرف سے ہوں یا شدت پسند افراد کے ذریعہ ہوں، چاہے مغربی ممالک میں ہوں یا مسلمان ممالک میں، وہ سب اسلام کی حقیقی تعلیمات کے منافی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اسلام کی تعلیمات بغیر کسی شک وشبہ کے بنی نوع انسان کے لیے امن اور حفاظت کی ضامن ہیں۔ ان تعلیمات کی بنیاد ہی ہمدردی، پیار اور انسانیت پر ہے اور یہی وہ اقدار ہیں جن پر جماعت احمدیہ یقین رکھتی ہے اور گذشتہ سوا سو سال سے دنیا میں ان اقدار کو پھیلانے کے لیے مستقل کوشش کر رہی ہے۔ لہٰذا مَیں پھر کہوں گا کہ اسلام کسی قسم کی بھی ظلم وستم اور ناانصافی یا بداعمالیوں کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ نہایت ابتدا سے ہی اسلامی تعلیمات مختلف قوموں کے درمیان خلیج حائل کرنے کے بجائے بنی نوع انسان کو متحد کرتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

درحقیقت قرآن مجید، جس پر مسلمان ایمان لاتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو پیغمبرِ اسلام ﷺ پر نازل ہوا، اس کی پہلی سورۃ میں آتا ہے کہ 'اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے۔' یعنی اللہ تعالیٰ صرف مسلمانوں کا خدا نہیں ہے بلکہ وہ عیسائیوں، یہودیوں اور تمام مذاہب کے ماننے والوں کا بھی خدا ہے اور ان کا بھی خدا ہے جو کسی مذہب کو نہیں مانتے اور نہ ہی خدا کی ہستی پر یقین رکھتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کا رب اور ان کو پالنے والا ہے اور اس نے اپنا رحم اور فضل تمام لوگوں پر بلاتفریق رنگ و نسل اور مذہب نازل فرمایا ہے۔ اس کے لئے قرآن کریم میں جو عربی لفظ استعمال ہوا ہے وہ 'رب العالمین' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں 'عالَم' کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کا ترجمہ انگریزی میں 'world' (دنیا) کیا جاتا ہے۔ تاہم کوئی بھی ترجمہ اس لفظ کا حقیقی رنگ میں احاطہ نہیں کر سکتا۔ یہ لفظ 'عالَم' بہت وسیع وعریض ہے۔ اس لفظ کو استعمال کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص مذہب والوں یا کسی خاص وقت کے رہنے والوں کا خدا نہیں ہے بلکہ وہ ہر دَور کی تمام قوموں اور مذاہب کے ماننے والوں کا رب ہے۔ پس یہ الفاظ بے مثال خوبصورتی اور نہایت حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ الفاظ اپنے اندر عالمی مساوات کے اصول کے تقدس کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور نہایت وضاحت سے بتاتے ہیں کہ اس دنیا میں کسی قسم کی نسلی یا قومیتی برتری کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ الفاظ واضح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کسی خاص قوم اور نسل تک محدود نہیں ہیں بلکہ بلاکسی تفریق کے سب کے لیے مہیا ہیں۔ یہ اسلام کی سچی تعلیمات ہیں۔ لیکن پھر بھی نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آجکل نسل پرستی اور تفریق دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

درحقیقت وہ لوگ جو اسلام پر ناحق یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ غیر مسلموں سے امتیازی سلوک برتتا ہے وہ خود بھی اس الزام کا مورد بنتے ہیں۔ مثلاً حال ہی میں ایک امریکی سیاست دان نے یہ بیان دیا ہے کہ گوروں نے انسانی تہذیب میں دوسری نسلوں، جیسا کہ کالوں اور ایشین، کی نسبت بہت زیادہ حصہ ڈالا ہے۔ اس کے ساتھ یہ رپورٹ بھی آئی ہے کہ ایک اور امریکی سینئر پالیسی ساز نے بیان دیا ہے کہ گورے موروثی لحاظ سے دوسروں سے افضل ہیں۔ ایسے شدت پسند تجزیے دوسری قوموں اور نسلوں میں صرف آزردگی اور مایوسی ہی پیدا کرتے ہیں۔ اسلام اس کے بالکل برعکس یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تمام لوگ بلاتمیز رنگ ونسل آزاد پیدا ہوئے ہیں۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ کوئی قوم دوسری سے افضل نہیں ہے اور نہ ہی کسی قوم کے افراد کسی دوسری قوم سے زیادہ ذہین ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا رب ہے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ انسان دنیا میں جتنی ترقی کر سکتا ہے اس کا دارومدار اس کے ماحول اور اس کی ذاتی کاوش پر ہوتا ہے مگر بنیادی صلاحیتیں ہر انسان کو بلاتفریق نسل اور علاقہ کے برابر دی گئی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

آج سے چودہ سو سال قبل پیغمبرِ اسلام ﷺ نے اپنے

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

ایک جلیل القدر خطاب، جسے 'خطبہ حجۃ الوداع' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، میں بھی یہی مضمون بیان فرمایا۔ آپ ﷺ کے اس خطاب نے دنیا میں امن کی بنیاد رکھ دی۔ اس خطاب کے الفاظ جس قدر بصیرت افروز ہیں اُسی قدر ازلی اور ابدی بھی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا کہ تمام انسان برابر پیدا ہوتے ہیں، نہ گورے کو کالے پر فضیلت ہے اور نہ کالے کو گورے پر۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ عربی عجمی پر فوقیت جتائے اور نہ عجمی عربی پر۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ نے عالمی حقوقِ انسانی کی لازوال مشعل لہراتے ہوئے اعلان فرمایا کہ تمام انسان برابر پیدا ہوتے ہیں اور ان کے مساوی حقوق ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یقیناً آج جب کہ اسلام کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں تو اس روشن اصول کو دہرانے کی بہت ضرورت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہر قسم کے امتیاز اور تعصب کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کے لحاظ سے ہی مساوی نہیں بنایا بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری روحانی ترقی کے لیے بھی بنی نوع انسان کو نجات کی راہیں عطا فرمائی ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام قوموں کی طرف رسول بھیجے ہیں اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تمام انبیاء کی عزت و احترام کریں۔ اس لیے ہم تمام مذاہب کے بانیوں کو بہت احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کسی کے خلاف کوئی بات کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ یقیناً سچا مسلمان کسی بھی پیغمبر یا بزرگ ہستی کے بارہ میں برا نہیں بول سکتا چاہے مخالفینِ اسلام پیغمبرِ اسلام ﷺ کی شان میں بہت زیادہ گستاخی کرنے والے ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ہم دوسروں کو اپنے پیارے نبی ﷺ کی شان میں ناحق گستاخیاں کرتے سنتے ہیں تو ہمیں بے حد بے چینی ہوتی ہے اور ہمارے دل بہت زیادہ زخمی ہو جاتے ہیں، مگر ہم اس کے ردِّ عمل میں ہرگز دوسرے مذاہب کے پیغمبروں اور بزرگ ہستیوں کی شان میں گستاخی نہیں کریں گے۔ اس نفرت اور دشمنی کے اظہار کے سامنے ہمارا مذہب ہمیں تحریض دلاتا ہے کہ ہم پیار اور امن سے اس کا جواب دیں۔ اسلام صرف یہ نہیں کہتا کہ مسلمان دوسرے مذاہب اور ان کے پیغمبروں کے خلاف نہ بولیں بلکہ اس سے بڑھ کر اسلام کہتا ہے جیسا کہ سورۃ انعام کی آیت 109 میں ہے کہ مسلمان بت پرستوں کے بتوں کو بھی برا نہ کہیں کیونکہ اس سے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے طیش میں آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ کو بھی برا بھلا کہیں گے اور پھر یقیناً اس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

قرآن کریم نفرت کے ایک لامتناہی سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے، جو آخر کار دشمنی اور ظلم پر منتج ہوتا ہے، مسلمانوں سے کہتا ہے کہ وہ صبر دکھائیں اور ہر وقت اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ اسی طرح قرآن مجید میں سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر 65 بھی مذہبی رواداری اور برداشت کی بنیاد رکھتی ہے۔ اس آیت میں آتا ہے کہ تمام مذاہب کے لوگ خصوصاً اہل کتاب خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں مشترکہ عقائد کی بناء پر اکٹھے ہوں۔ پس قرآن مجید بنی نوع انسان کو مشترکہ اقدار پر اکٹھے ہونے اور اپنے اختلافات کو پس پشت ڈالنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہاں پر قرآن مجید یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جہاں یہ غیر مسلموں پر ہے کہ وہ اس حکم کو مانیں یا نہ مانیں وہاں مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر حال میں دوسروں کے عقائد کا احترام کریں اور ان کے لیے اپنے دل کھلے رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

ایک اور الزام جو اکثر اسلام پر لگایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام ددسروں کو مسلمان بنانے کے لیے جبر و تشدد کی اجازت دیتا ہے۔ یہ بھی سراسر غلط الزام ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف قرآن مجید نے سورۃ بقرہ کی آیت 257 میں غیر مشروط اعلان کیا ہے کہ عقیدہ اور مذہب کے معاملہ میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں۔ اسلام دعویٰ کرتا ہے کہ یہ عالمگیر اور کامل مذہب ہے اور اس کا لازمی جزو یہ ہے کہ مذہب انسان کے دل کا معاملہ ہے۔ اس لیے کبھی بھی کسی کو مسلمان بنانے کے لیے کسی بھی قسم کا جبر نہیں کیا جاسکتا۔ سورۃ یونس کی آیت نمبر 100 میں اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کو طاقت ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کو مسلمان بنا دے مگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مکمل اختیار دے رکھا ہے کہ وہ بھرپور آزادی اور بغیر کسی دباؤ کے اپنا راستہ اختیار کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پس وہ خدا جس کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ ظالم نہیں ہے اور نہ وہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان اس کی طرف جھکیں بلکہ وہ ایک ایسی عظیم الشان ہستی ہے جو ہر ایک کو اختیار دیتی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے عقیدہ کا انتخاب کرے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کریں بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ دوسروں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں مگر یہ تبلیغ پُرامن طریق پر، برداشت اور پیار محبت کے جذبہ اور باہمی عزت و احترام سے ہونی چاہیے۔ چنانچہ قرآن مجید سورۃ کہف کی آیت 30 میں بیان فرماتا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو بتائیں کہ اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سچ ہے اور ہر ایک آزاد ہے چاہے تو اسے قبول کرے اور چاہے تو انکار کرے۔ اس لیے اس جذبہ کے ساتھ پُرامن طریق پر بنی نوع انسان کو اسلام کی سچی تعلیمات کی طرف بلانے کی کوشش کرو اور انہیں ایک خدا کی پہچان کرواؤ۔ پس ہم تو لوگوں کے دل و دماغ پیار اور ہمدردی سے جیتنا چاہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

قرآن مجید سورۃ یونس کی آیت 26 میں مزید بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ امن کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اس آیت سے اس اصول کو مزید تقویت ملتی ہے کہ ہر انسان آزاد ہے چاہے اسلام کی تعلیمات کو مانے یا ان کا انکار کرے۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع کو امن اور تحفظ کی طرف بلاتا ہے۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو امن کے گھر کی طرف بلاتا ہے تو پھر مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ذاتی طور پر دوسرے تمام لوگوں کے لیے امن اور تحفظ کا ذریعہ بن جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

مَیں نے قرآن مجید کی چند آیات بیان کی ہیں جو مکمل طور پر اس تصور کو باطل ثابت کرتی ہیں کہ نعوذ باللہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو غیر مسلموں کے حقوق غصب کرتا ہے اور معاشرہ کے امن اور فلاح و بہبود کو برباد کرنے والا ہے۔ پھر قرآن مجید نے سورۃ القصص کی آیت 58 میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ سچا اسلام ہمیشہ پُرامن طریقے سے ہی پھیلا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جس کا ہم دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جنہیں پیغمبر اسلام ﷺ کے دور میں اسلام کا پیغام ملا مگر انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اس آیت میں ذکر ہے کہ اس کی وجوہات مادّی ہیں نہ کہ روحانی۔ ان لوگوں نے از خود تسلیم کیا کہ انہیں خوف ہے کہ اگر انہوں نے اس پیغام کو قبول کر لیا تو انہیں اپنی جائیدادوں سے محروم ہونا پڑے گا اور ان کے اپنے لوگ ان سے قطع تعلق کر لیں گے۔ یہ لوگ مسلمانوں سے خوفزدہ نہیں تھے کیونکہ وہ اس کی خوبصورت تعلیم کا ذاتی تجربہ کر چکے تھے بلکہ انہیں اپنے حکمرانوں اور لوگوں کا خوف تھا۔ یہ امر اس حقیقت پر مُہر تصدیق ثبت کرتا ہے کہ بانی اسلام ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کا پیغام ہمیشہ پُرامن طریق پر پھیلانے کی کوشش کی اور کبھی بھی کسی قسم کے جبر و اکراہ کا استعمال نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسلام جو حضرت محمد ﷺ نے سکھایا اور جس پر آپ ﷺ نے عمل کر دکھایا وہ شدت پسندی اور ظلم کی تعلیمات پر مبنی نہیں تھا اور غیر مسلم بغیر کسی سزا کے خوف کے اس کا انکار کر سکتے تھے۔ اگر وہ کسی سے خوف زدہ تھے تو وہ ان کے اپنے ہی غیر مسلم سردار اور قبائل تھے جو انہیں اسلام کی پُرامن تعلیمات قبول کرتے ہوئے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

مزید میں آپ کے سامنے آنحضرت ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر بے مثال نمونہ رکھنا چاہتا ہوں۔ مکّہ پیغمبرِ اسلام ﷺ کا آبائی شہر تھا مگر دعویٰ نبوت کے بعد آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیرہ سال تک اپنے لوگوں کے ہاتھوں بے رحمانہ ظلم و تعدی اور تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمانوں پر تشدد کیا گیا، انہیں لُوٹا گیا اور قتل کیا گیا یہاں تک کہ خود آنحضرت ﷺ پر حملے کیے گئے جیسا کہ ان کے پیاروں پر کئے گئے تھے اور بالآخر انہیں ان کے گھروں سے نکال دیا گیا اور انہیں ہجرت کرنی پڑی۔ اس کے باوجود جب آپ ﷺ فاتحانہ شان کے ساتھ واپس مکّہ میں داخل ہوئے اور سارا شہر آپ کے زیر نگیں تھا، آپ ﷺ کا پہلا اعلان یہ تھا کہ آج ان لوگوں سے کوئی انتقام نہیں لیا جائے گا جنہوں نے گزشتہ سالوں میں مسلمانوں کو سفّاکانہ تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ اس عظیم الشان فتح کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے عظیم الشان عاجزی اور صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اسلام کی پُرامن تعلیمات کی رُو سے ان سب کو جنہوں نے مسلمانوں کو آزار پہنچایا فوراً معاف کیا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہ امور جو میں نے ابھی بیان کئے ہیں ان کی روشنی میں مجھے قوی امید ہے اور میری دعا ہے کہ بجائے جلد بازی اور دوسروں کی سنی سنائی باتوں میں آکر اسلام کے بارہ میں یہ فیصلہ کرنے کے کہ اسلام ظلم و تشدد کا مذہب ہے، لوگ حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اور اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے ایمانداری کے ساتھ سوچیں گے کہ اسلام اصل میں کس چیز کی عکاسی کرتا ہے۔ تب ہی وہ سمجھ سکیں گے کہ نفرت انگیز اقدامات جو گزشتہ سالوں میں اسلام کے نام پر کیے گئے، ان کا اسلام کی اصل تعلیم سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہ بہت ہی نامناسب ہے کہ اسلام یا کسی بھی مذہب کو ایسے لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے الزام دیا جائے جو اپنے مذہب کی اصل تعلیمات کے خلاف چلتے ہیں۔ دنیا میں زیادہ تر ہتھیار جو ملک تیار کر رہے ہیں وہ بنیادی طور پر عیسائی ممالک ہیں اور وہ ہتھیار دنیا کے مختلف حصوں میں معصوموں کو قتل کرنے اور ظالمانہ تنازعات کو جنم دینے کا موجب بن رہے ہیں تو کیا یہ الزام درست ہو گا کہ عیسائیت ان خطرناک ہتھیاروں کی دوڑ کی ذمہ دار ہے؟ ہرگز نہیں! اسی طرح میں یہ بھی نہیں مانتا کہ دنیا میں پھیلے ہوئے فساد کے صرف مسلمان ہی ذمہ دار ہیں۔ اس لیے مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی مزید وضاحت کرسکوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

ہم سب بیسویں صدی میں ہونے والی دو عظیم جنگوں کے خطرناک نتائج دیکھ چکے ہیں۔ جن میں لکھوکھہا انسان قتل ہوئے اور اَن گنت لوگوں کی زندگیاں برباد ہوگئیں۔ یہ عظیم جنگیں انسانی تاریخ کا تاریک المیہ ہیں اور یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ دنیا نے اپنے ماضی کی غلطیوں سے نہیں سیکھا اور اب انسان دوبارہ خطرناک کھائی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ امن کے لیے افہام و تفہیم اور باہمی عزت و احترام کے ساتھ مذاکرات کی راہ اپنانے کی بجائے دنیاوی طاقتوں نے ڈرانے دھمکانے کی راہ اختیار کی ہے اور ایسے ہتھیار بنا رہے ہیں جو دنیا کو کئی دفعہ تباہ کر سکتے ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم میں جاپان کے خلاف امریکہ کے ایٹمی بم استعمال کرنے اور اس کے نتیجہ میں خطرناک تباہی دیکھ لینے کے باوجود امریکہ سمیت دنیا کے بہت سے ممالک بغیر سوچے سمجھے پہلے سے کہیں زیادہ طاقتور ایٹمی بم بنانے میں مصروف ہیں اور انتہائی خوفناک نتائج کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ان 9 ممالک میں جنہوں نے ایٹمی بم بنا لیے ہیں صرف پاکستان واحد مسلمان ملک ہے۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمان دنیا ان خطرناک ہتھیاروں کا مرکز ہے جس سے انسانوں کی بقا کو زبردست خطرہ ہے۔ مزید یہ کہ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ مسلمان دنیا میں موجود ہتھیاروں میں سے زیادہ تر وہ ہیں جو غیر مسلم دنیا میں بنائے گئے۔ طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو غیر مسلم قومیں مسلمان دنیا میں امن کا مطالبہ کرتی ہیں اور دوسری طرف ان ممالک میں جنگ کے شعلوں اور انتشار کو جن کی وہ خود مذمت بھی کرتی ہیں خود ہی ہوا بھی دے رہی ہیں۔ بعض اوقات کچھ حکومتوں اور اداروں کی طرف سے مثبت قدم بھی اٹھائے جاتے ہیں جن میں بہتری پیدا کرنے کی طاقت ہوتی ہے لیکن افسوس کہ ایسے سیاستدان ختم ہوتے جارہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

گزشتہ ستّر سالوں سے زائد عرصہ میں امن کے لیے خاطر خواہ کوششوں کی بجائے ڈرانے دھمکانے کی پالیسی اختیار کی گئی ہے، جس کے تحت امن کے قیام کے لیے پہلے سے بڑھ کر خطرناک ہتھیار تیار کیے گئے ہیں۔ دعوے جو بھی کیے جائیں مگر یہ حقیقت ہے کہ ایسے اقدامات کے ذریعہ کبھی بھی دیرپا امن قائم نہیں کیا جا سکتا۔ عین ممکن ہے کہ کسی دن کوئی ایک بٹن دبا دے اور دنیا کو ایسی تباہی کا سامنا کرنا پڑے جس کا اس نے اس سے پہلے کبھی مشاہدہ نہ کیا ہو۔ پس امن قائم کرنے کے لیے اس نام نہاد طریق کو اختیار کرنے کی بجائے ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ امن کے قیام کا اب ایک ہی راستہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کا راستہ ہے۔ اب وہ وقت آچکا ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور یہ تسلیم کرے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام جہانوں کا رب ہے جو ہماری پرورش کے سامان مہیا کرتا ہے اور وہی ہمارا پیدا کنندہ ہے۔ اس کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ کیا اس کے بدلہ میں ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم اس کے آگے جھکیں اور اس کا قرب پانے کی کوشش کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
جب تک دنیا کی ترجیح مادی دولت اور طاقت ہوگی ہم کبھی بھی دنیا میں سچا امن نہیں دیکھ سکتے۔ یقیناً یہی وہ لالچ ہے جو اپنے فائدہ کے لیے دوسروں کے حقوق غصب کرنے پر اکساتی ہے جس سے پھر انتشار پیدا ہوتا ہے جو ساری دنیا میں پھیلتا ہے۔ حال ہی میں ایک بڑی عمر کے امریکی سیاست دان نے کہا کہ داعش کا شام سے مکمل طور پر خاتمہ کبھی بھی امریکہ کے مفاد میں نہیں ہوگا بلکہ اس دہشتگرد گروپ کی اس خطہ میں تھوڑی بہت موجودگی مغرب کے مفاد میں ہے۔ اس قسم کی منطق ایک ذی شعور اور پُرامن انسان کبھی بھی نہیں سمجھ سکتا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
ایک طرف تو مغربی اقوام مسلمان ممالک سے مطالبہ کرتی ہیں کہ ہر قسم کی دہشتگردی کو ختم کیا جائے اور امن اختیار کیا جائے لیکن دوسری طرف ان میں بعض ایسے عناصر ہیں جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مسلمان دنیا میں امن سے ان کی طاقت اور غلبہ کم ہو جائے گا۔ ایسی منافقانہ اور پیچدار پالیسی صرف دنیا کو غیر مستحکم ہی کرسکتی ہے۔ مزید جیسا کہ میں نے اشارۃً کہا ہے کہ مغربی دنیا اور ہتھیار پیدا کرنے والوں کے ذاتی مفادات ہیں جن کی بناء پر وہ مسلمان ممالک میں کچھ حد تک تنازعات کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ ایسی پالیسیاں اور خودغرضانہ اقدامات انتہائی افسوسناک ہیں اور دنیا کے امن کو تباہ کرنے کا موجب ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی تعلیمات معاشرہ میں ہر سطح پر امن قائم کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور ہمارے مذہب نے یہ واضح بتا دیا ہے کہ حقیقی انصاف ہی امن کی کلید ہے۔ عدل ومساوات کے بغیر امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اسلام تو یہاں تک کہتا ہے کہ عدل وانصاف اور سچائی کو قائم رکھنے کے لیے کسی قوم یا شخص کو اپنے خلاف بھی گواہی دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ پس مکمل امن قائم نہیں ہوسکتا نہ گھر کی سطح پر، نہ قصبہ کی سطح پر، نہ شہر کی سطح پر، نہ ملک کی سطح پر اور نہ عالمی سطح پر جب تک انصاف کا قیام نہ ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام کے آغاز میں جنگیں کیوں لڑی گئیں؟ اس کے متعلق مَیں مختصراً بیان کرتا ہوں کہ قرآن مجید سورۃ حج کی آیات 40 اور 41 میں بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائی مسلمانوں کو صرف دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت دی۔ تاہم یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ یہ اجازت اس لیے نہیں دی گئی کہ وہ علاقوں پر قبضہ کرکے غلبہ حاصل کرسکیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت اس لیے دی تا کہ فساد اور ظلم کو ختم کیا جاسکے اور ہمیشہ کے لیے عقیدہ کی آزادی کا عالمگیر اصول قائم کیا جائے۔ پس آیت نمبر 41 میں ہے کہ مسلمانوں کو دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دینے سے پہلے یہ حکم دیا گیا کہ وہ معبدخانوں، کلیساؤں، مندروں اور تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کریں۔ مزید سورۃ بقرہ کی آیت 124 سے بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ جہاں دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی ہے وہاں یہ بات بھی مدّنظر رہے یہ جنگ ایک خاص حد تک ہو اور اس کا مقصد ہمیشہ ظلم وستم کا خاتمہ ہو۔ جب یہ شرائط پوری ہو جائیں اور لوگ امن سے رہنا شروع کر دیں تب جنگ فوراً بند کر دی جائے۔ یہ آیت مزید بیان کرتی ہے کہ جنگ کے دوران صرف حملہ آوروں کو ہی نشانہ بنایا جائے یا قیدی بنایا جائے اور معصوموں کی حفاظت یقینی بنائی جائے۔ جنگ کے دوران باقی املاک اور چیزوں کو نقصان پہنچانے کی کوئی گنجائش نہیں جیسا کہ بدقسمتی سے آجکل کی جنگوں میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ اسلام میں جہاں بھی طاقت کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے وہ صرف ظالم کے ہاتھ کو روکنے کے لیے دی گئی ہے اور کبھی بھی کوئی علاقہ فتح کرنے یا جارحیت کے لیے یہ اجازت نہیں دی گئی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
اسلام دوسروں کو اشتعال دلانے اور فتنہ فساد پرا کسانے کو بہت سنجیدگی سے دیکھتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں آیا ہے کہ فساد اور اشتعال انگیزی جو لوگوں اور قوموں میں نفرت کا خمیر پیدا کرے وہ قتل کرنے سے زیادہ بڑا جرم ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات لوگوں کے درمیان تفریق کو دور کرکے معاشرہ کو پیار، محبت اور امن کے سایہ تلے جمع کرتی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھوں اور زبان سے دوسرے محفوظ ہوں۔ بلا ضرورت کسی دوسرے کو دکھ اور تکلیف پہنچانا چاہے وہ کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو گناہ ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
آخر میں دوبارہ یہ بات دہراؤں گا کہ اسلام کی تعلیمات مکمل طور پر پُرامن ہیں اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لیے تحفظ کا ذریعہ ہیں۔ سچے اسلام سے خوفزدہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
پس مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ جو لوگ اسلام کو پُرتشدد اور عدم رواداری کے مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ خود ایک بہت بڑی ناانصافی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ وقت نکال کر ہمارے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے اور میری باتوں کو سنا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ آمین

آخر پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ ہماری روایت کے مطابق ہم پروگرام کے آخر میں دعا کرتے ہیں۔ اب میں دعا کرواؤں گا، جو لوگ میرے ساتھ شامل ہونا چاہیں ہو جائیں ورنہ اپنے طریق پر دعا کرسکتے ہیں۔ دعا کرلیں۔

....

جرمنی کے مشہور اخبار ‘Suddeutsche Zeitung’ کے صحافی کے ساتھ انٹرویو

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چار بجکر 45 منٹ پر ختم ہوا۔ بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق جرمنی کے مشہور اخبار ‘Suddeutsche Zeitung’ (SZ) کے صحافی نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔

☆ **جرنلسٹ نے پہلا سوال کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یقیناً میں خدا تعالیٰ پر یقین رکھتا ہوں اور اس کا مطلب ہے کہ میں ایک ایسے خدا پر یقین رکھتا ہوں جو اس کائنات کا خالق ہے، جو میری دعاؤں کو سنتا ہے اور میں نے اس خدا کا اپنی دعاؤں کی قبولیت کی صورت میں مشاہدہ کیا ہے۔ میں نے اس خدا کو دیکھا ہے۔ جسمانی طور پر تو نہیں لیکن مَیں نے اپنے خدا کو دعاؤں کی قبولیت کے ذریعہ پہچانا ہے۔

☆ **اسی جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کیا آپ جس خدا تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اُس میں اور دوسروں کے خدا میں کوئی فرق ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ خدا تو صرف ایک ہی ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ خدا تو ایک ہی ہے جو مختلف قوموں میں نبی بھیجتا ہے اور ہمارا یقین ہے کہ ہر قوم میں ایک نبی آیا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ یہ انبیاء اپنے اپنے وقت پر آئے اور انسانیت کی بھلائی کے لئے آئے۔

☆ **اس کے بعد صحافی نے سوال کیا کہ جب خلیفہ کا لفظ سامنے آتا ہے تو لوگوں کے ذہنوں میں یا تو پرانا دور آجاتا ہے یا 'داعش' ذہن میں آتی ہے۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ خلیفہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب 'جانشین' کا ہے اور خلافت 'جانشینی' کو کہتے ہیں۔ اور یہ اصطلاح اسلام میں بھی استعمال کی جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر میں کہوں گا کہ 'کیتھولک پوپ' بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ کہلاتا ہے۔

☆ **صحافی نے پوچھا کہ آپ 'خلافت' کے ذریعہ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ میں دو مقاصد لے کر آیا ہوں۔ ایک تو یہ کہ بنی نوع انسان میں حقوق اللہ کی ادائیگی کا احساس دلانا اور دوسرا حقوق العباد کی ادائیگی کا احساس دلانا۔ چونکہ خلیفہ مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کا جانشین ہے اس لئے خلیفہ کا بھی یہی کام ہے اور اُس نے بھی اسی مقصد کو حاصل کرنا ہے۔

☆ **اس کے بعد صحافی نے پوچھا کہ جرمنی کے انتخابات میں چند ہی ہفتے باقی ہیں اور اس وقت ریفیوجیز، اسلام اور مائیگریشن (migration) بنیادی مسائل ہیں۔ بہت سے احمدی بھی یہاں جرمنی میں بطور ریفیوجی آئے ہیں اور اس وقت بڑی اچھی طرح integrate ہو گئے ہیں۔ آپ جرمن سیاستدانوں کو کیا نصیحت کرنا چاہیں گے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جرمن حکومت اور جرمن لوگ ہمیشہ سے کھلے دل والے ہیں۔ اسی وجہ سے جرمن حکومت ایک بڑی تعداد میں پناہ گزینوں کو اپنے ملک کے اندر سمونے کی کوشش کررہی ہے۔ اگر تو یہ تمام پناہ گزین چاہے وہ عرب ہوں یا پاکستان کے احمدی ہوں اپنے عہد کا پاس رکھ رہے ہیں یعنی وہ ملکی قانون کی پیروی کرنے والے ہیں اور اس قوم کا حصہ بننے والے ہیں تو پھر ان پناہ گزینوں سے کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن اگر وہ کوئی برے کام کررہے ہیں تو پھر چوکنّا رہنے اور احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
جہاں تک ہم احمدیوں کا تعلق ہے تو ہم ہمیشہ ملکی قانون کی پاسداری کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر ممکن حد تک اس معاشرہ میں integrate ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ **صحافی نے عرض کیا کہ اس وقت جو پناہ گزین جرمنی میں آرہے ہیں آپ انہیں کوئی نصیحت کرنا چاہتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہی نصیحت کروں گا جو میں اپنے احمدیوں کو بھی کرتا ہوں کہ انہیں چاہئے کہ وہ قانون کی مکمل پیروی کرنے والے ہوں۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں اور قابلیتوں کو ملک کی بھلائی کے لئے استعمال کرنے والے ہوں۔ اُن لوگوں کا خیال رکھنے والوں ہوں جنہوں نے ان پناہ گزینوں کو اپنے ملک کے اندر رہنے کا موقع دیا۔ اور اس ملک اور لوگوں کی جس حد تک ہوسکے خدمت کرنے والے ہوں۔ سوشل امداد لینے کی بجائے محنت کریں اور اور ملک کو بنانے والوں میں شامل ہوں۔

☆ **صحافی نے کہا کہ جرمنی میں یہودی بھی آباد ہیں۔ جب پناہ گزینوں کے آنے کا سلسلہ شروع ہوا تو اس بات پر بھی بہت بحث ہوئی کہ یہودیوں کو بڑی اچھی طرح سے پتہ ہے کہ پناہ گزین ہونے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ دوسری طرف اس بات کا بھی خوف ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ملک کے اندر آرہی ہے اور مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان تناؤ کا خطرہ ہے۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ جو شرپسند ہیں قانونی لحاظ سے اُن کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے۔ احتیاط کی تو ضرورت ہے لیکن ان ریفیوجیز سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

☆ **صحافی نے کہا کہ احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کے درمیان بھی تناؤ ہے۔ تو اس حوالہ سے کیا آپ کو کوئی خوف یا ڈر نہیں ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
اگر تو مسلمان پناہ گزین ملکی قانون کی پاسداری کرنے والے ہیں تو پھر مجھے کوئی ڈر نہیں ہے۔ اور یہ حکومت کا فرض ہے وہ قانون پر عمل درآمد کروائے۔

اس پر صحافی نے کہا کہ ہر وقت قانون پر عمل درآمد کروانا بعض اوقات ممکن نہیں ہوتا۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ بعض جرمن لوگوں میں سے بھی تو ہیں جو مسلمانوں بلکہ احمدیوں کے بھی خلاف ہیں۔ ہمارا کام تو تبلیغ کا کام ہے۔ اس لئے جب ہم پیار، محبت، امن اور ہم آہنگی کا پیغام دیتے ہیں تو لوگوں کو خود ہی احساس ہوجاتا ہے اور وہ سمجھ جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم یہی ہے کہ اگر آپ پیار، محبت اور ہم آہنگی کے ساتھ رہیں اور دوسروں کے ساتھ پیار سے بات کریں تو آپ کے دشمن بھی آپ کے قریبی دوست بن جائیں گے۔

اس پر صحافی نے کہا کہ یہ تو ایک 'تھیوری' ہے۔ عملی طور پر تو ایسا نہیں ہوتا۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہ کوئی theory نہیں ہے۔ ہمیں اس بات کا تجربہ ہے۔ آپ کے لئے شاید یہ theory ہو لیکن میرے لئے یہ تھیوری نہیں ہے۔

☆ **صحافی نے کہا کہ آپ کو اپنی زندگی کا کوئی خطرہ نہیں ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

فرمایا:۔ میرا کام تو تبلیغ کرنا ہے۔ اگر تو میں چھوٹی چھوٹی باتوں سے ڈرنے لگ جاؤں تو پھر تبلیغ کا کام نہیں کر پاؤں گا۔ میں نے تو تبلیغ کرنی ہے خواہ میری جان کو خطرہ ہی کیوں نہ لاحق ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
پہلے میں پاکستان میں تھا۔ وہاں میری زندگی کو یہاں یوکے کی نسبت زیادہ خطرہ تھا کیونکہ وہاں ملکی قانون بھی شرپسندوں کی مدد کرتا ہے۔ وہ جو چاہتے ہیں احمدیوں کے خلاف کر سکتے ہیں۔

☆ صحافی نے سوال کیا کہ لوگ جب اسلام کے بارہ میں بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں اسلام کی ایک قسم نہیں ہے بلکہ اسلام کی کئی قسمیں ہیں۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** لوگ جو مرضی کہتے رہیں لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام ایک ہی ہے۔ ہاں جس طرح عیسائیت کے مختلف فرقے ہیں اُسی طرح اسلام کے اندر بھی کئی فرقے ہیں لیکن تمام فرقوں کی ایک ہی مقدس کتاب ہے اور سب کا ایمان یہی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ خدا تعالیٰ کے نبی ہیں۔ پس تمام فرقے اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ایک خدا ہے اور ایک نبی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کے اندر مختلف فرقے ہیں لیکن اس کے متعلق بھی رسولِ کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب اسلام کے اندر مختلف فرقے ہوں گے اور اُس وقت ایک شخص کا نزول ہوگا جو مسیح موعود اور مہدی معہود ہوگا۔ اور یہ شخص تمام مسلمان اُمت بلکہ ساری دنیا کو ایک ہاتھ کے نیچے جمع کرے گا اور اسلام کا اصل پیغام پھیلائے گا۔ پس یہی تبلیغ کا کام ہے جو ہم گزشتہ 125 سے زائد سالوں سے کر رہے ہیں۔

انٹرویو کے آخر پر صحافی نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا۔

یہ انٹرویو پانچ بجکر پانچ منٹ تک جاری رہا۔

....

Frankfurter allgemeine Zeitung (FAZ) کی جرنلسٹ اور ریڈیو چینل Duetschlandfunk کے جرنلسٹ کے ساتھ انٹرویو

اس کے بعد Frankfurter allgemeine Zeitung FAZ کی جرنلسٹ اور ریڈیو چینل Duetschlandfunk کے جرنلسٹ نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔

☆ ریڈیو چینل کے نمائندہ صحافی نے سوال کیا کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں 'So-Called Muslims' کی اصطلاح استعمال کی تھی۔ اس سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کیا مراد تھی؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ So Called Muslims (نام نہاد مسلمانوں) سے مراد وہ مسلمان ہیں جو قرآن کریم کی اصل تعلیمات پر عمل نہیں کر رہے اور رسولِ کریم ﷺ کی سنت پر عمل نہیں کر رہے۔ وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن وہ اصل مسلمان نہیں ہیں۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ وہ 'نام نہاد' مسلمان ہیں۔ وہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کر رہے ہیں۔ اسلامی تعلیم تو امن کی تعلیم ہے۔ پس وہ لوگ جو نفرت پھیلا رہے ہیں اور ظلم ڈھا رہے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اُن کے بارہ میں مَیں تو یہ کہوں گا کہ وہ حقیقی مسلمان نہیں بلکہ 'نام نہاد' مسلمان ہیں کیونکہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے بے خبر ہیں۔

☆ صحافی نے سوال کیا کہ کیا یہ 'نام نہاد' مسلمان اسلام کے لئے خطرہ ہیں؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہ تو رسولِ کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں کی حالت ایسی ہوجائے گی کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا اور اُس وقت ایک مُصلح آئے گا جو اسلام کے پیغمبر رسولِ کریم ﷺ کی حقیقی پیروی کرنے والا ہوگا اور وہ بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ اس کو مسیح اور مہدی کا لقب دیا جائے گا۔ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پھیلائے گا جو کہ اُس وقت کے علماء اور سکالرز بھول چکے ہوں گے۔ پس ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی وہی مُصلح ہیں جن کے بارہ میں رسولِ کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ رسولِ کریم ﷺ نے اس کی آمد کے متعلق بعض نشانات بھی بیان فرمائے جو پورے ہوئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
پس ہم تو اپنا تبلیغ کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جن کے ذہنوں میں غلط نظریات تھے اور انہوں نے اسلام کو ٹھیک طرح سے سمجھا نہیں تھا کیونکہ علماء اور سکالرز نے ان کی غلط رہنمائی کی تھی۔ اور ان لوگوں تک جب ہمارا پیغام پہنچا، (ان میں عرب بھی اور اُمّت مسلمہ کی دوسری قوموں کے لوگ بھی شامل ہیں) تو انہوں نے ہمارے پیغام کو سمجھا اور اُن میں سے بعض نے ہم سے گفتگو کرکے اور مباحثے وغیرہ کرکے اپنے پُرانے نظریات کو ترک دیا اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کو سمجھ کر احمدیت میں شامل ہوگئے۔ گو کہ کافی لوگ سختی کے ساتھ اپنے نظریات پر قائم ہیں لیکن لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جنہوں نے اس پیغام کو سمجھا اور اسے قبول کرلیا۔

☆ اس کے بعد اخبار (FAZ) کی صحافی خاتون نے سوال کیا کہ جیسا کہ حضورانور نے ابھی فرمایا ہے کہ بعض دہشتگرد ہیں جو اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ جیسا کہ داعش ہے۔ ان کے اندر بھی خلافت موجود ہے اور ان کا اپنا علاقہ بھی ہے۔ آپ بھی خلیفہ ہیں لیکن آپ کے پاس کوئی ملک نہیں ہے۔ تو کیا آپ کی خلافت داعش کی خلافت کا بدل ہے اور یہ بتانے کے لئے ہے کہ خلافت کو کسی ملک کی ضرورت نہیں ہوتی؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ ہر ایک چیز کے لئے کوئی نہ کوئی اصول یا منطق ہوتی ہے۔ خلافت تو 'جانشینی' کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کی ایک لمبی حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں آپ ﷺ کا ایک حقیقی پیروکار آئے گا جو مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ آپ ﷺ نے اس کی بعض علامتیں بھی بیان فرمائیں اور مسلمانوں سے فرمایا کہ جب تم اُسے ملو تو اس کو میرا سلام پہنچانا۔ اُسی حدیث میں رسولِ کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ ﷺ کے کچھ عرصہ بعد سچی خلافت ختم ہوجائے گی۔ آج ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ایک ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے جس میں حقیقی خلافت نہیں آئی۔ کچھ مخصوص ادوار میں خلافت قائم تو ہوئی لیکن یہ چل نہیں سکی۔ آخری خلافت ترکی میں تھی اور وہ بھی بیسویں صدی میں ختم ہوگئی تھی۔ پس یہ چیز بھی رسولِ کریم ﷺ کی حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ آخری زمانہ میں جب مصلح آئے گا تو اس کے بعد خلافت کا قیام ہوگا جو کہ حقیقی خلافت ہوگی۔ پس ہمارا ایمان ہے کہ وہ شخص آچکا ہے اور رسولِ کریم ﷺ نے بعض دنیاوی اور بعض آسمانی نشان بیان فرمائے تھے جو پورے ہو چکے ہیں۔ اگر یہ ساری باتیں بیان کروں تو کافی وقت لگ جائے گا۔ مختصراً یہ کہ خلافت اُسی وقت شروع ہوتی ہے جب کوئی نبی آتا ہے اور جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی کا مقام بھی نبی کا مقام ہے لیکن وہ بروزی نبی ہیں۔ ان کے بعد خلافت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی خلافت حقیقی خلافت ہے۔ گزشتہ 109 سال سے یہ خلافت جاری ہے اور یہ ہمیشہ جاری رہے گی کیونکہ رسولِ کریم ﷺ نے اس کی بھی پیشگوئی فرمائی تھی کہ اُس شخص کے آنے کے بعد جو خلافت شروع ہوگی اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
اگر داعش کی خلافت کی طرف دیکھیں تو انہوں نے اب تک کیا حاصل کیا ہے؟ اُن کے خلیفہ کا کیا بنا؟ اُس کے بارہ میں کہا جا رہا ہے کہ وہ قتل کردیا گیا ہے۔ جہاں تک علاقہ کی بات ہے تو اب یہ علاقے بھی ان کے پاس نہیں رہے۔ اور پھر داعش کا خلیفہ جو کچھ بھی کر رہا تھا چھپ کر کر رہا تھا۔ وہ کبھی بھی لوگوں کے سامنے نہیں آیا۔ اسلام کے اندر کوئی بھی حقیقی خلیفہ کبھی چھپ کر نہیں بیٹھا جس طرح کہ داعش کا خلیفہ بیٹھا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ صرف ایک مرتبہ لوگوں کے سامنے آیا تھا۔ اور اب کہا جا رہا ہے کہ وہ مر چکا ہے۔ تو اُن کی خلافت کہاں گئی؟ دوسری طرف جماعت احمدیہ کی خلافت امن، پیار، محبت اور ہم آہنگی کا پیغام پھیلا رہی ہے اور 109 سال بعد آج بھی زندہ ہے اور جماعت احمدیہ کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ داعش کے خلیفہ کو ماننے والوں کی تعداد میں پہلے تین یا چار سال اضافہ ہوا یا شاید صرف دو سال ہی اضافہ ہوا اور اس کے بعد اس کے ماننے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہوگئی۔ جب داعش شروع ہوئی تھی تو 2013ء میں شاید سویڈن میں بھی مجھ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ کیا آپ کو اس خلافت سے کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہے؟ میں نے ان کو یہی جواب دیا تھا کہ داعش تو دہشتگردوں کا ایک گروپ ہے جو اپنی موت خود ہی مر جائے گا۔ اب آپ خود ہی دیکھ لیں کہ داعش کا کیا حال ہوا ہے۔ اگر امریکہ اور دوسری مغربی طاقتیں 'داعش' کو سامانِ حرب مہیا نہ کریں تو وہ خود ہی مر جائے گی۔ دوسری طرف ہم تو مغرب سے کچھ نہیں لے رہے۔ ہم تو خود قربانیاں کرکے اپنا نظام چلا رہے ہیں۔ ہمارے اندر قربانی کا جذبہ ہے جو کہ دوسروں کے پاس نہیں ہے۔ داعش تو لوگوں کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے مہینہ کا تین سے چار ہزار ڈالر دے رہی تھی اور ہم تو اس کے برعکس لوگوں سے پیسے لے رہے ہوتے ہیں۔ چاہے لوگوں کے پاس اچھی نوکریاں ہوں یا کوئی عام ملازمت کر رہے ہوں وہ سب مالی قربانی کرتے ہیں۔ وہ اپنی کمائی میں سے ایک خاص رقم دیتے ہیں۔ پس یہی حقیقی خلافت ہے۔

☆ اس کے بعد صحافی نے عرض کیا کہ اس میٹنگ میں آپ نے اسلام کا بہت ہی خوبصورت پیغام ہمیں دیا ہے۔ آپ اس میٹنگ کے ذریعہ جرمنی اور باقی دنیا میں کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ میں نے تو پیغام دے دیا ہے۔ کیا یہی پیغام کافی نہیں ہے؟

☆ اس کے بعد خاتون جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ نے جس پُرامن اسلام کے بارہ میں بتایا ہے وہ اسلام کی دوسری شاخوں پر کس طرح اثر انداز ہوسکتا ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر سال لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہماری جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان کی اکثریت مسلمانوں میں سے ہی ہماری جماعت میں شامل ہوتی ہے۔ جو مسلمان ہماری جماعت میں شامل ہوتے ہیں اُنہیں اس بات کا احساس ہوجاتا ہے کہ یہی حقیقی اسلام ہے جو رسولِ کریم ﷺ لے کر آئے اور جس پر رسولِ کریم ﷺ نے عمل کیا اور اسی اسلام نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔ جیسا کہ ہماری تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہی اسلام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

....

یہ انٹرویو پانچ بجکر بیس منٹ تک جاری رہا۔
بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

....

لتھوینیا، الجزائر اور عرب ملکوں سے تعلق رکھنے والے وفود کی حضورانور سے ملاقات

آج پروگرام کے مطابق لتھوانیا (Lithuania)، الجزائر اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے مہمانوں اور وفود کی ملاقات کا پروگرام تھا۔ 8 بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

۞ سب سے پہلے **الجزائر سے آنے والے** ایک مہمان نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور مختلف امور پر گفتگو ہوئی۔

موصوف ملاقات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آخر پر جب موصوف کے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی تو اپنی محبت اور فدائیت کا اظہار کرتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پگڑی کا بوسہ لیا۔

موصوف نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میرے آنسو ایک عرصہ سے خُشک ہوچکے تھے اور آج ظہر کے بعد مجھے اپنے جذبات پر قابو نہ رہا۔ میں بہت متاثر ہوں۔ مجھے اپنی یعنی عربوں کی جانب سے سخت کوتاہی کا احساس ہوا جبکہ ہماری سستی اور کوتاہی کے وقت میں ہمارے اردو بولنے والے بھائی سبقت لے گئے ہیں اور انتہائی کوشش کرکے مغربی ممالک میں اسلام پھیلا رہے ہیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر میرے دل میں اسلام کی عظمت راسخ ہوگئی۔

یہ ملاقات آٹھ بجکر بائیس منٹ تک جاری رہی۔

....

۞ بعدازاں **لتھوینیا سے آنے والے وفد** نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ لتھوینیا سے 27/افراد پر مشتمل وفد آیا تھا جس میں 14/غیر احمدی احباب اور باقی احمدی احباب تھے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانوں

سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ سب لوگوں نے یہاں جلسہ دیکھا ہے۔ یہاں جلسہ میں شامل ہو کر آپ کو اسلام کے بارہ میں کوئی خوف محسوس ہوا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جس اسلام پر ہم عمل کر رہے ہیں اور جو اسلام ہم پھیلا رہے ہیں یہی حقیقی اور سچا اسلام ہے۔ آپ نے گھروں میں چند افراد کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود گھروں میں جھگڑے وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تیس چالیس ہزار لوگ مرد، عورتیں اور بچے آئے ہوئے ہیں لیکن کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔ سب پیار، محبت اور امن کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ یہی اسلام کی سچی تعلیمات ہیں۔

☆ اس کے بعد ایک دوست نے عرض کیا کہ میں نے 2013ء میں ناروے میں قیام کے دوران بیعت کی تھی۔ وہاں کے مبلغ سے تبلیغی بات چیت ہوتی رہی۔ وہ رشین زبان جانتے تھے۔ ان تبلیغی پروگراموں کے بعد میں نے بیعت کر لی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ نے اب اسلام کی سچی تعلیمات قبول کر لی ہیں۔ اب آپ امن، پیار اور ہم آہنگی کے سفیر ہیں۔ اب آپ کو چاہئے کہ اسلام کی یہ تعلیمات پھیلائیں۔

☆ **ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔**

آپ اپنی کمزوریوں اور عیبوں کو دوسروں سے تو چھپا سکتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے۔ آخر کار ہر ایک نے خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے اس لئے پوری کوشش کریں کہ خدا تعالیٰ کا حق ادا کریں اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کریں۔ خدا کے بندوں کے حق ادا کریں۔ ہمیشہ دوسروں کی عزت و احترام کریں اور دوسروں کے لئے اچھا سوچیں۔

☆ اس وفد میں شامل ہندوستان سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ جب ہندوستان جائیں تو وہاں قادیان سے بھی ہو کر آئیں۔

☆ **ایک مہمان 'آوگوستی نَس سُو لِیا' صاحب (Augustinas Sulija) نے اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہا:**

مجھے ایسے لگا جیسے میں اپنے گھر پر ہی موجود ہوں۔ آپ کی جماعت دنیا کے مختلف علاقوں سے یہاں مختصر وقت کے لئے اکٹھی ہوئی ہے اور ہر طرف وقف کی ایک روح دکھائی دیتی ہے۔ میرے جیسے اجنبی کے لئے بہت حیران کن ہے۔ یہ بالکل کوئی نئی دنیا ہے۔ میں اس بات پر بہت خوش ہوں کہ مجھے مختلف تہذیب وتمدّن، مذہب، پہچان، کھانے پینے، روایات جیسی بہت سی چیزوں کو دیکھنے کا موقع ملا۔

آپ لوگوں کا احمدی ہونے کے ناطے ہر روز ایک عظیم مقصد کے لئے مشکلات کا مقابلہ کرنا اور پھر کوشش کرنا قابلِ تحسین ہے۔ میری خواہش ہے کہ یہ روایت روز کا معمول بن جائے۔ پس آپ کے خیالات اور آپ کی اقدار بالکل درست ہیں اور ان میں عالمگیریّت پائی جاتی ہے۔

☆ **ایک اور مہمان 'ایمِس وینگراؤس کَس' صاحب (Eimis Vengrauskas) نے بیان کیا:**

جماعت کو اتنا قریب سے دیکھنا میرے لئے خوشی کا موجب ہے کیونکہ اس سے قبل مجھے مسلمانوں کے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا۔ اس جلسہ سے مجھے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے اور اب میں ایک بہتر انسان کے طور پر زندگی گزار سکوں گا۔ اس مذہب کی تعلیمات ایک اچھا انسان بننے میں میری ممدّ ومعاون ثابت ہوں گی۔ میرے ساتھ یہاں بہت اچھا برتاؤ کیا گیا ہے۔

مجھے ایسے محسوس ہوا کہ جیسے میں ہی ایک مہمان ہوں اور ہر ایک آدمی میرے آرام کا خیال رکھ رہا تھا۔ میں اس بات کو بہت سراہتا ہوں۔ مجھے خلیفہ وقت سے ملنے اور اُن سے مصافحہ کا شرف حاصل ہوا ہے۔ مجھے اُن سے سوالات کرنے کا بھی موقع ملا ہے۔ میں شکر کے جذبات سے لبریز ہوں کہ اتنے زیادہ رش کے باوجود ہمیں ملاقات کا وقت دیا گیا۔

☆ **ایک مہمان 'تھامَس رَاخ مانُووَس' صاحب (Tomas Rachmanovas) نے بیان کیا کہ:**

میں Lithuania سے اپنی اہلیہ اور دو بچّوں کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوا۔ میں نے اس جلسہ کو یُوٹیوب پر دیکھا ہوا تھا۔ لیکن میں نے خود یہاں آ کر جو کچھ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا اُسے بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ یہ جماعت بہت اچھی، پیاری اور پُرامن ہے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ میں نے اسے اپنی فیملی کے ساتھ دیکھا ہے۔ جو آدمی بھی اس جلسہ میں شامل ہوا ہے اُس کے لئے میری نیک تمنّائیں ہیں۔

تھامَس صاحب نے خود 2013ء میں بیعت کی تھی جبکہ اِن کی اہلیہ نے اپنے دونوں بچوں کے ساتھ حضور انور سے شرفِ ملاقات کے بعد احمدیت قبول کرنے کا فیصلہ کیا اور بیعت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں شامل ہوئیں۔ تھامَس صاحب کی اہلیہ نے کہا کہ میں جماعت میں شامل ہو کر اپنے خاوند بچوں کے ساتھ ایک بہتر زندگی کا آغاز کر رہی ہوں۔

☆ **ایک مہمان 'مِی کُولَس کیم تیس' صاحب (Mr. Mykolas Kimtys) نے کہا:**

مجھے میرے ایک Lithuanian دوست مسٹر تھامس کے ذریعہ جماعت کا تعارف ہوا۔ میں یہاں جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے ملنے آیا ہوں۔ میرا تعلق عیسائیت سے رہا ہے۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں کو کیسے بھلا سکتا ہوں کیونکہ ہم سب ایک ہی خدا کے ماننے والے ہیں۔ میں واپس جا کر بین المذاہب کانفرنس منعقد کرنے کی کوشش کروں گا جہاں پادریوں کو بھی دعوت دوں گا اور آپ کو بھی۔ ہم مختلف مذاہب کے لوگ مل کر ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ Lithuania کے مستقبل کے لئے ایسی بین المذاہب کانفرنس ہونا بہت مفید ہے جہاں مسلمانوں کی بھی نمائندگی ہو اور آپ کے بارہ میں لوگوں کو پتہ چلے۔ میں یہاں رہ کر بہت متاثر ہوا ہوں اور واپس جا کر اپنے دوستوں کو بھی شامل ہونے کے لئے تیار کروں گا۔

☆ **ایک مہمان 'اِنگرِیدَا سَارَاپِی نَائی تے' (Mrs. Ingrida Sarapinaite) صاحبہ نے کہا:**

اس پروگرام میں میری پہلی شرکت ہے۔ لیکن اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کی شمولیت میرے لئے حیرت کا باعث ہے۔ یہاں بہت سے مذہب اور تہذیبوں کے لوگ جمع تھے اور سب کے سب ایک دوسرے کی مدد کرنے والے تھے۔ دوسرا اس پروگرام کا خوبصورت انتظام بھی حیران کن اور متاثر کن تھا۔ تقاریر سن کر اور خلیفہ وقت سے ملاقات کرنے کے بعد میرا جماعت کے بارہ میں جاننے کا اشتیاق اور بھی بڑھ گیا ہے۔ میں آپ کی کتب ضرور پڑھوں گی۔ کیونکہ امام جماعت احمدیہ کے خطابات سے اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ جو باتیں بتائی گئی ہیں وہ عقل کے قریب ہیں۔ میرا یہ تجربہ اچھا رہا ہے اور میں اب اگلے سال کے جلسہ کا انتظار کروں گی۔

میرے خیال میں وقفوں کے دوران بھی جو مختلف نمائشیں اور پروگرامز منعقد ہوتے ہیں اُن میں شمولیت کے بارہ میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کر کے مزید بہتری لائی جاسکتی ہے۔

لتھوانیا کے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات آٹھ بجکر چالیس منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

....

اس کے بعد **عرب ممالک سے آنے والے مہمانوں** نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔ عربوں کی ملاقات کا انتظام ایک بڑے ہال میں کیا گیا تھا۔ عرب مرد وخواتین کی تعداد 275 تھی جن میں 200 کے لگ بھگ غیر احمدی عرب مہمان شامل تھے۔

☆ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غیر احمدی عرب دوستوں سے استفسار فرمایا کہ** کیا آپ نے یہاں جلسہ میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جو اسلام کے خلاف ہو؟ اگر کوئی چیز ایسی دیکھی ہے تو ہمیں بھی بتا دیں تا کہ ہم اس کی اصلاح کر لیں۔

اس پر ایک عرب دوست نے عرض کیا کہ میں نے یہاں کوئی چیز بھی اسلامی تعلیم کے منافی نہیں دیکھی۔ میں ایم ٹی اے بھی دیکھتا ہوں۔ میں تین چار سال سے جماعت سے رابطہ میں ہوں۔ میں نے حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط بھی لکھے ہیں۔ ایک خط کا جواب میں مجھے موصول ہوا ہے۔ میں اب پھر حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** احمدی ہونا یا نہ ہونا تو ہر ایک کے دل کا معاملہ ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو ان میں وحدت کی ضرورت ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے اندر آپس میں پیار اور محبت کو بڑھانا چاہئے۔

☆ **اس کے بعد ایک اور غیر احمدی عرب دوست نے عرض کیا کہ میرا جرمنی میں ہی جماعت احمدیہ کے ساتھ تعارف ہوا ہے اور میں نے احمدیوں کو صداقت پر پایا ہے۔ ہمیں آجکل سچائی کی ہی ضرورت ہے۔ ہم نے جب بھی جماعت کو بلایا، جماعت ہماری مدد کے لئے آئی ہے۔ اسلام اس وقت فرقوں میں بٹا ہوا ہے اور ہمیں اس وقت وحدت اور تنظیم کی ضرورت ہے۔ دین کی اپنی اہمیت ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ پہلے انسانیت ہے اور اس کے بعد پھر قومیت اور دوسری چیزیں آتی ہیں۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اگر اسی اصول کو پہچان لیں کہ انسانی اقدار پہلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کہ جو میرے حق ادا نہیں کرتے اُن میں سے بعض تو معاف ہو جاتے ہیں لیکن جو تم لوگوں کے حق مارتے ہو وہ معاف نہیں ہوں گے۔ اس لئے ہمیں انسانیت کو پہچاننا چاہئے اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے۔

☆ **ایک دوست نے سوال کیا کہ کیا احمدی لڑکی کی شادی غیر احمدی مرد کے ساتھ ہو سکتی ہے جبکہ وہ مرد جماعت کی تکفیر نہ کرتا ہو؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو میں بعض دفعہ اجازت دے بھی دیتا ہوں لیکن عموماً جس طرح اسلام میں ولایت کا حق باپ کو دیا گیا ہے اسی طرح اسلام میں جو خلافت کا مقام ہے اُس کو بھی ولایت کا حق ملتا ہے۔ بعض دفعہ ایسے رشتے ہوں جہاں مجبوری ہو تو میں اجازت بھی دے دیتا ہوں لیکن اُس میں یہ شرط ہے کہ نکاح احمدی پڑھائے کیونکہ مکفر ومکذب امام کی امامت تو ہم قبول نہیں کر سکتے۔ یہ تو خاص حالات میں اجازت ہوتی ہے لیکن عمومی طور پر یہی کوشش ہونی چاہئے کہ دونوں احمدی ہوں تا کہ ان کی اگلی نسل بھی محفوظ رہے اور آپس میں گھروں میں بھی ناچاقیاں نہ ہوں۔ بجائے اس کے کہ ایک کا قبلہ ایک طرف ہو اور دوسرے کا قبلہ کسی اور طرف ہو۔ اگلی نسلوں کو جماعت کی پہچان کروانے کے لئے، انہیں جماعت پر قائم رکھنے کے لئے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا۔ اس لئے انتظامی لحاظ سے جماعت احمدیہ کوشش کرتی ہے کہ احمدی احمدی سے ہی نکاح کرے۔ چونکہ مرد کا اثر زیادہ ہوتا ہے اس لئے جو احمدی لڑکی غیر احمدی مرد سے شادی کر رہی ہوتی ہے اُس کا اولاد پر زیادہ اثر ہوتا ہے اور باوجود عورت کی خواہش کے اُن کے بچے احمدیت کے قریب نہیں آتے۔ اگر کوئی اس بات کی ضمانت دے دے کہ عورت اس معاملہ میں بالکل آزاد ہو گی اور ایسا ہی ہونا چاہئے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق زمانہ کے جس امام نے آنا تھا وہ آ گیا تو اس کا ماننا پہلی ترجیح ہے۔ اسی ترجیح کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ احمدی احمدیوں کے اندر ہی رشتہ کریں تا کہ وہ ایک دین پر قائم رہ سکیں۔

☆ **اس کے بعد ایک عرب خاتون نے عرض کیا کہ میں سیریا سے ہوں اور مجھے یہاں جرمنی میں آ کر جماعت کا پتہ چلا ہے۔ میں یہاں احمدیوں کی مسجد میں جاتی ہوں تو احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھتی ہوں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ احمدی غیر احمدی امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے جبکہ غیر احمدی بھی اُسی اللہ، رسول اور قرآن کو مانتے ہیں۔ اگر احمدی غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے تو اس سے کیا فرق پڑ جائے گا؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مسیح و مہدی کے آنے کے بارہ میں جو پیشگوئیاں تھیں وہ سچی ہیں اور پوری ہو گئیں۔ جس مہدی نے آنا تھا اُس کو آنحضرت ﷺ نے امام بھی کہہ دیا اور جس کو آنحضرت ﷺ نے امام کہہ دیا اُس کو اگر کوئی نماز پڑھانے والا امام نہیں سمجھتا تو ہم اس کی امامت کو نہیں مان سکتے۔ ہم غیر احمدیوں کے امام کو کیوں تسلیم نہیں کر سکتے ہیں؟ اس لئے کہ جس امام کو ہم مانتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے امام کہا وہ اُس امام کا انکار کرنے والا ہے۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو اُس کا انکار کرنے والا ہے ہم اُس کو ترجیح دیں اور اُس کے پیچھے نماز پڑھ لیں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایک وقت ایسا تھا جب احمدی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے لیکن غیر احمدی علماء نے خود احمدیوں کے خلاف فتوے دیکر اپنے زعم میں احمدیوں کو اسلام سے باہر نکالا اور اُن کو اپنی مسجدوں میں آنے سے روکا بلکہ ان پر سختی کی، اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

فرمایا تھا کہ چونکہ اب ان لوگوں نے واضح فرق کردیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام ہوکر آیا ہوں اور مجھے آنحضرت ﷺ نے بھی امام کہا ہے اس لئے تم لوگ ایسے شخص کی امامت نہ مانو اور اس کے پیچھے نمازیں نہ پڑھو۔ باقی بالکل ٹھیک ہے کہ اللہ بھی وُہی ہے اور رسول بھی وہی ہے اور قرآن بھی وہی ہے۔ اس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ امامت کے علاوہ باقی جہاں تک انسانی قدروں کا سوال ہے ہم اکٹھے رہ کر، آپس میں مل جل کر جو بھی معاشرتی تعلقات ہیں اُن کو نبھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ اس کے بعد ایک اور احمدی عرب خاتون نے عرض کیا کہ میرا سوال تو کوئی نہیں لیکن میرے والد محمد السوری صاحب جو کہ سیریا میں مقیم ہیں اُن کی امانت میرے پاس ہے۔ میرے والد صاحب نے کہا تھا کہ آپ جب بھی حضور سے ملیں تو میرا اسلام حضور کی خدمت میں پہنچادیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ۔ٹھیک ہے۔ وعلیکم السلام۔

☆ ایک عرب دوست نے سوال کیا کہ کیا آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا کوئی خاص طریقہ ہے یا صرف دعا کے ذریعہ ہی تعلق قائم ہوسکتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ۔ کوئی خاص طریقہ کیا ہوسکتا ہے؟ دعا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہی طریقہ بتایا ہے کہ دعا کرو، میں قبول کرتا ہوں۔ میں پیروں کی طرح یا غیر احمدی مولویوں کی طرح یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں ٹیلیفون کرکے کہہ دوں کہ میری اللہ تعالیٰ کے ساتھ ڈائریکٹ کال ہوگئی ہے اور تمہاری باتوں کا فلاں فُلاں جواب ملا ہے۔ جو طریقہ آنحضرت ﷺ کی سنت سے ثابت ہے وہی اللہ تعالیٰ سے تعلق کا طریقہ ہے۔

☆ ایک عرب احمدی نوجوان نے سوال کیا کہ چھوٹے بچے کس طرح صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جان سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ۔ یہ تو تربیت سے ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ نیک فطرت لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کے ماں باپ اس کو عیسائی، یہودی یا مجوسی بناتے ہیں۔ ماں کی گود میں بچہ پلتا ہے۔ اگر ماں دیندار ہے اور دین کو جاننے والی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو سمجھنے والی ہے اور آنحضرت ﷺ کے مقام کو جاننے والی ہے تو وہ خود ہی بچہ کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پیدا کردے گی۔ اور جو مائیں اپنے بچوں کی اس طرح سے تربیت کرتی ہیں اُن کے دلوں میں بچپن سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بڑی اچھی طرح راسخ ہوتی ہے۔ اسی لئے تو میں عورتوں سے کہتا ہوں کو دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ آج بھی میری تقریر کا خلاصہ یہی تھا۔

اس پر عرب لڑکے نے عرض کیا کہ اگر بچہ غیر احمدی ہو تو اس پر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس طرح ثابت کرسکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ۔ اگر بچہ غیر احمدی ہے تو پھر تو بچہ کو دین سمجھنے کی کوئی عقل نہیں ہوتی۔ اس لئے اُس کا تو کوئی جرم نہیں ہے۔ جب تک اُس کی ہوش وحواس کی عمر نہیں آجاتی اور وہ دین کو سمجھنے کے قابل نہیں ہوجاتا اُس کو زبردستی دین سمجھانا تو اس پر ظلم کرنا ہے۔ غیر احمدی مولویوں کی طرح تو نہیں کرسکتے جیسے وہ ڈنڈے مار مار کر جس طرح وہ قرآن پڑھاتے ہیں یا قاعدہ پڑھاتے ہیں اور بچے رو رہے ہوتے ہیں اور مولوی ایک آیت یاد کروا کر کہتے ہیں کہ ہم نے کمال کردیا ہے۔ وہ ڈنڈے کی آیت ہوتی ہے۔ وہ دل سے نہیں یاد ہورہی ہوتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ۔ عقل کی عمر بھی مختلف ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کتنی عمر تھی کہ انہیں سمجھ آگئی اور دوسری ابوجہل کی کتنی عمر تھی کہ اُسے سمجھ نہیں آئی۔

☆ ملاقات کے دوران ایک احمدی دوست نے عرض کیا کہ میں کافی سالوں سے احمدی ہوں اور میری دیرینہ خواہش تھی کہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بوسہ دوں۔ چنانچہ ملاقات کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس دوست کو اپنے پاس بُلایا۔ اس طرح اس دوست کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر بوسہ دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔

عرب احباب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات نو بجکر پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

....

مہمانوں کے تأثرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آج کے انگریزی زبان میں خطاب نے مہمانوں پر گہرا اثر چھوڑا اور بہت سے مہمانوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہمارے خیالات بدل دیئے ہیں اور آج ہمیں اسلام کی اصل اور حقیقی پُرامن تعلیم کا علم ہوا ہے۔ ان مہمانوں میں سے چندایک کے تاثرات ذیل میں درج ہیں۔

☆ سپین کی یونیورسٹی کے پروفیسر Jesus نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے دوسرے روز تبلیغی مہمانوں سے خطاب کے بارہ میں **اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

یہ بہت ہی عظیم الشان خطاب تھا جس کا ہر لفظ گہرے معانی کا حامل تھا۔ یہ سیاستدانوں کی کھوکھلی تقریروں کی طرح نہیں تھا جو کہ سامعین کو خوش کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ امام جماعت احمدیہ نے بڑی جرأت اور بہادری کے ساتھ ہمیں دنیا کی موجودہ حالت سے آگاہ کیا اور کُھل کر اس بات کا اظہار کیا کہ اگر دنیا اسی راستہ پر چلتی رہی تو بہت بڑے خطرہ کا سامنا ہوگا۔ پھر امام جماعت احمدیہ نے صرف مسائل سے خبردار نہیں کیا بلکہ ان مسائل کا حل بھی بتایا۔ آپ نے غیر مسلموں کی طرف سے پیدا کردہ مسائل کا ذکر کیا اور ان کا قرآن کریم کو بنیاد بناتے ہوئے حل بھی بتایا۔

امام جماعت احمدیہ نے ہمیں بتایا کہ ہم کس طرح امن کا قیام کرسکتے ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کی جن آیات کا حوالہ دیا اُن سے صاف ظاہر تھا کہ اسلام ہر قسم کی دہشت گردی اور شدت پسندی کو رد کرتا ہے اور ایک پُرامن مذہب ہے۔

☆ ایک مہمان Christian Schoop صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ۔

میں امام جماعت احمدیہ کا خطاب سُن کر بہت جذباتی ہوگیا تھا کیونکہ امام جماعت احمدیہ دل سے بول رہے تھے جسے میں محسوس کرسکتا تھا۔ اُن کے الفاظ بہت گہرے، حکمت سے بھرپور اور نہایت عالمانہ تھے۔

میری خواہش ہے کہ میں امام جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر کام کروں اور ان کی مدد کروں کیونکہ امام جماعت احمدیہ لوگوں کو ایک ہاتھ پر جمع کررہے ہیں اور انہیں سچ دکھا رہے ہیں۔ بلکہ میں تو کہوں گا ہم اس طرح یکجا ہوجائیں جیسا کہ ایک ہی جسم کے حصے ہوں۔ امام جماعت احمدیہ کے اس مشن میں اُن کی مدد کرنے میں مجھے ہی فائدہ ہوگا۔

☆ ایک سیرین دوست محمود صاحب جو کہ لمبے عرصہ سے پولینڈ میں مقیم ہیں انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

امام جماعت احمدیہ کا خطاب بہت ہی خوبصورت تھا۔ یہ خطاب سن کر میرا دل خوشی کے جذبات سے بھر گیا۔ صرف ایک ہی خطاب میں آپ نے دنیا کے تمام مسائل کا حل بتادیا۔ انہوں نے بتایا کہ مختلف ممالک کے بیچ کس طرح امن قائم ہوسکتا ہے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انہوں نے یہ حل بتایا جس کی وجہ سے مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہونے لگ گیا ہے۔

امام جماعت احمدیہ نے بہت ہی خوبصورت انداز میں قرآنی آیات کا انتخاب کیا اور ہر آیت کی ترتیب انتہائی معقول تھی جو کہ حضور کے دعویٰ یعنی اسلام امن کا مذہب ہے کو تقویت دے رہی تھی۔ گو کہ میں مسلمان ہوں لیکن آج امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے میں نے اپنے ہی عقیدہ کے بارہ میں کئی نئی چیزیں سیکھیں۔ انہوں نے 'رب العالمین' کے حقیقی معنی بتائے کہ 'اللہ تعالیٰ' مسلمانوں کا بھی خدا ہے، عیسائیوں کا بھی خدا ہے، یہودیوں کا بھی خدا ہے یہاں تک کہ دہریوں کا بھی خدا ہے۔ یہ بہت ہی گہرا نقطہ ہے۔ اگر اس سے امن قائم نہیں ہوسکتا تو پھر کسی چیز سے امن قائم نہیں ہوسکتا۔

☆ ایک مہمان Grunniger صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

امام جماعت احمدیہ نے ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرنے کے حوالہ سے بات کی اور اسی چیز کی آج دنیا کو ضرورت ہے۔ آپ کے الفاظ نے مجھے آج دنیا کی موجودہ حالت کے بارہ میں سوچنے پر مجبور کردیا ہے۔

امام جماعت احمدیہ نے قرآنی آیات کا حوالہ دے کر یہ بات بالکل واضح کردی کہ اسلام ہرگز شدت پسندی کا مذہب نہیں ہے اور بتایا کہ رسولِ کریم ﷺ تو ایسے انسان تھے جو دشمنوں کو بھی معاف فرمادیتے تھے۔

خلیفہ کی تقریر سُن کر پہلی مرتبہ مجھے یہ احساس ہوا کہ اصل میں اسلام کیا چیز ہے؟ اسلام تو پیار اور محبت کا مذہب ہے۔ اسلام ہرگز ایسا نہیں جس طرح کہ میڈیا دکھا رہا ہے۔

آپ کے خلیفہ کے اندر ضرور کوئی چیز ہے جو کہ بنی نوع انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ آپ کے خلیفہ مقناطیس کی طرح ہیں۔

☆ ایک مہمان Mr Johnum نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

امام جماعت احمدیہ کے خطاب کا مرکزی نقطہ 'امن' ہی تھا۔ سب سے اچھی بات یہ ہے کہ انہوں نے جو بھی کہا وہ سچ تھا۔ آپ نے بتایا کہ پیدائش کے وقت ہر انسان برابر ہوتا ہے۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ کوئی کالا ہے یا گورا سب کے پاس ایک جیسی صلاحیتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو ایک جیسی ہی صلاحیتیں دی ہیں۔ اس دور میں اِسی پیغام کی ضرورت ہے۔

جیسا کہ امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ ہمیں ماضی کی غلطیوں کو دہرانا نہیں چاہئے اور اسلحہ کے زور پر امن قائم نہ کریں بلکہ پیار اور محبت کے ذریعہ امن کا قیام کریں۔ آپ کے خطاب کا ہر نقطہ منطقی اور جامع تھا۔ بہت عظیم الشان خطاب تھا۔

☆ ایک مہمان Mr Simon نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

امام جماعت احمدیہ نے جو بھی بیان کیا وہ سچ اور پُرحکمت تھا۔ بڑی جرأت کے ساتھ اپنا مؤقف پیش کیا۔ بغیر کسی خوف اور خطرہ کے اپنے مؤقف کو ثابت کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں نسلی تعصب اور دہشتگردی جیسے عصرِ حاضر کے تمام امور کا احاطہ کیا اور ان کے بارہ میں اسلام کی حقیقی تعلیمات پیش کیں۔

میں آپ کے خلیفہ کو کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اکیلے نہیں ہیں بلکہ میں بھی اُن کا یہ پیغام پھیلانے میں اُن کے ساتھ ہوں کیونکہ خلیفہ کے الفاظ میں صرف بھلائی ہی نظر آتی ہے۔

☆ ایک مہمان Mr Jounas صاحب نے بیان کیا: ۔

امام جماعت احمدیہ ایک روحانی لیڈر ہیں اور آج میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے الفاظ میں بہت وزن ہوتا ہے۔ آپ کے خطاب کا ہر لفظ معانی سے پُر تھا۔ مجھے خاص طور پر دوسری جنگِ عظیم کی تباہ کاریوں کا ذکر اچھا لگا کہ ہمیں یہ غلطی ہرگز دوبارہ نہیں دُہرانی چاہئے۔ خلیفہ نے بتایا کہ اسلحہ کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔

☆ ایک مہمان خاتون Mrs Lee نے بیان کیا: ۔

امام جماعت احمدیہ کی سب سے پہلے جو چیز آپ کو نظر آتی ہے وہ اُن کا پُرامن ہونا اور اُن کی شائستگی ہے۔ آپ کے چہرے پر ایک ایسی خوبصورتی ہے جو ناقابلِ بیان ہے۔ آپ کے خطاب کی سب سے اہم چیز یہ تھی جب آپ نے کہا کہ ہر انسان کے حقوق ہیں اور اسلام دوسروں کے حقوق نہیں چھینتا بلکہ کلیساؤں، مندروں اور عبادتگاہوں کی حفاظت کرنے میں سب سے آگے ہے۔ مجھے یہ بھی بہت اچھا لگا کہ اُنہوں نے اس بات کو بھی تسلیم کیا مسلمانوں کے اندر بھی مسائل موجود ہیں لیکن اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی واضح طور پر بتایا کہ اس میں 'اسلام' کا کوئی قصور نہیں ہے۔ انہوں نے اس حوالہ سے قرآنی آیات اور رسولِ کریم ﷺ کی مثالیں دے کر واضح کیا۔

خطاب کے آخر پر میں بہت جذباتی ہوگئی اور میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھ رہی تھی کہ میں بھی اس تقریب میں شامل تھی۔

☆ سویڈن کے ایک مہمان Mr Andrea نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میں امام جماعت احمدیہ کا خطاب سُننے کے بعد صرف ایک ہی بات کہوں گا کہ میڈیا آج اسلام کی جو تصویر پیش کررہا ہے وہ سخت ناانصافی ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں ہر اُس شخص تک جسے میں جانتا ہوں یہ پیغام پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

(باقی آئندہ)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2017ء کا کامیاب و بابرکت انعقاد

قسط نمبر3

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن

اتوار30/جولائی2017ء

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر 30 منٹ پر جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھائی۔ بعدازاں حضورانور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ نمازِ فجر کے بعد درس ہوا۔

جلسہ سالانہ کا چوتھا اجلاس

جلسہ سالانہ کا چوتھا اجلاس حسب پروگرام صبح 10/ بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت کی سعادت محترم مولانا انعام الحق کوثر صاحب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کو حاصل ہوئی۔

مکرم داؤد احمد صاحب آف مانچسٹر (یوکے) نے سورۃ النّور کی آیات 56 اور 57 کی تلاوت اور ان کا اردو اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعدازاں مکرم خالد بٹ صاحب آف یوکے نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ منظوم کلام ''اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے، دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے'' میں سے بعض منتخب اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر اردو زبان میں مکرم سالک احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے ''خلافت کا بابرکت انعام اور ہمارا فرض'' کے موضوع پر کی۔ (تقریر کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل 15/ستمبر 2017ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔)

قرآن کریم کی رو سے حقیقی جہاد

اس اجلاس کی دوسری تقریر انگریزی زبان میں مکرم اظہر حنیف صاحب۔ نائب امیر و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ امریکہ نے ''قرآن کریم کی رو سے حقیقی جہاد'' (The Concept of True Jihad according to the Holy Quran) کے موضوع پر کی۔ ذیل میں اس تقریر کا خلاصہ پیش ہے۔

مقرر موصوف نے سورۃ العنکبوت کی آیت 70 وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔ (العنکبوت۔ 70) کی تلاوت کے بعد کہا کہ لفظ 'جہاد' کا عربی میں مطلب 'کوشش کرنا' ہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس لفظ کو 'حرب' اور 'قتال' کے ساتھ جوڑ دیا گیا جن کے معنی 'جنگ' کے ہوتے ہیں۔ گویا جہاد سے مراد 'مذہبی جنگیں' لیا جانے لگا۔ آج جبکہ دہشت گردی کی ایک نئی لہر نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے 'جہاد' کے اس پہلو کو مزید پھیلایا جانے لگا ہے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ جہادیوں کے نزدیک دنیا دو حصوں میں منقسم ہے 1:۔ دارالکفر: کافروں کے علاقے اور 2۔ دارالاسلام۔ مومن مسلمانوں کے علاقے۔ ان کے مطابق یہ ان کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ کفار کے خلاف جنگ کریں اور انہیں قتل کر دیں یا انہیں قیدی بنا لیں۔ نتیجۃً پوری دنیا ان جہادیوں کے حملوں سے خطرہ میں ہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی سب سے مقدّس مسجد پر بھی کچھ عرصہ قبل ان بدنصیبوں نے حملہ کر دیا۔ ان لوگوں کے حملوں سے بچے بھی محفوظ نہیں جیسا کہ مانچسٹر میں ہونے والے افسوسناک حملہ سے واضح ہے۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کی بگڑتی ہوئی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''انسانی ہمدردی اور رحم اور انصاف اور انکسار اور تواضع کی پاک صفات اس قدر روز بروز کم ہوتی جاتی ہیں کہ گویا وہ اب جلد تر الوداع کہنے کو طیّار ہیں۔ اس سخت دلی اور بداخلاقی کی وجہ سے بہتیرے مسلمان ایسے دیکھے جاتے ہیں کہ ان میں اور درندوں میں شاید کچھ تھوڑا ہی سا فرق ہوگا۔ اور ایک جین مت کا انسان اور یا بُدھ مذہب کا ایک پابند ایک مچھر یا پسّو کے مارنے سے بھی پرہیز کرتا اور ڈرتا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم مسلمانوں میں سے اکثر ایسے ہیں کہ وہ ایک ناحق کا خون کرنے اور ایک بے گناہ انسان کی جان ضائع کرنے کے وقت بھی اُس قادر خدا کے مواخذہ سے نہیں ڈرتے جس نے زمین کے تمام جانوروں کی نسبت انسان کی جان کو بہت زیادہ قابلِ قدر قرار دیا ہے۔ اس قدر سخت دلی اور بے رحمی اور بے مہری کا کیا سبب ہے؟''

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد15 صفحہ 3،4)

یہ سوال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اٹھایا گیا اور یہی سوال آج کی دنیا مسلمانوں سے پوچھتی ہے کہ مسلمانوں میں اس قدر سخت دلی اور بے رحمی اور بے مہری کیوں ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یہی سبب ہے کہ بچپن سے ایسی کہانیاں اور قصّے اور بے جا طور پر جہاد کے مسئلے ان کے کانوں میں ڈالے جاتے اور اُن کے دل میں بٹھائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے رفتہ رفتہ ان کی اخلاقی حالت مردہ ہو جاتی ہے اور ان کے دل ان نفرتی کاموں کی بدی کو محسوس نہیں کر سکتے۔ بلکہ جو شخص ایک غافل انسان کو قتل کر کے اس کے اہل و عیال کو تباہی میں ڈالتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ گویا اُس نے بڑا ہی ثواب کا کام بلکہ قوم میں ایک فخر پیدا کرنے کا موقعہ حاصل کیا ہے۔ اور چونکہ ہمارے اس ملک میں اس قسم کی بدیوں کے روکنے کے لئے وعظ نہیں ہوتے اور اگر ہوتے بھی ہیں تو نفاق سے۔''

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد15 صفحہ 4)

مقرر موصوف نے کہا کہ ان ارشادات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ یا نبی اکرم ﷺ یا قرآنِ کریم کہیں بھی ایسے جہاد کا حکم نہیں دیتا۔ بلکہ یہ جاہل اور گمراہ ملّاں ہیں جو اسلام کی خوبصورت تعلیم میں بگاڑ پیدا کر کے اسلام کی بنیاد پر 'جہاد' کے نام پر جنگ کر رہے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں واضح طور پر حکم فرماتا ہے کہ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ۔ (البقرۃ۔ 61) اور مفسد بن کر زمین میں خرابی نہ پیدا کرو۔ وَقَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ۔ (البقرۃ۔ 191) اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور (کسی پر) زیادتی نہ کرو (اور یاد رکھو کہ) اللہ زیادتی کرنے والوں سے ہرگز محبّت نہیں کرتا۔

یقیناً اللہ تعالیٰ شدّت پسندی اور دہشتگردی والے 'جہاد' کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام جنگ کی اس وقت اجازت دیتا ہے جب انسانی جان اور مذہبی آزادی کو خطرہ لاحق ہو۔

مقرر موصوف نے ذکر کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ اگرچہ ملّاں اسلام کے نام پر لوگوں کو جنگی جہاد کی طرف اکساتے ہیں، عیسائی پادریوں نے بھی اسلام کے خلاف پراپیگنڈا کرتے ہوئے اس عقیدہ کو ہوا دی کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اس جگہ ہمیں یہ افسوس سے لکھنا پڑا کہ جیسا کہ ایک طرف جاہل مولویوں نے اصل حقیقت جہاد کی مخفی رکھ کر لوٹ مار اور قتل انسان کے منصوبے عوام کو سکھائے اور اس کا نام جہاد رکھا ہے اسی طرح دوسری طرف پادری صاحبوں نے بھی یہی کارروائی کی اور ہزاروں رسالے اور اشتہار اردو اور پشتو وغیرہ زبانوں میں چھپوا کر ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے کا نام اسلام ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے جہاد کی دو گواہیاں پر کر یعنی ایک مولویوں کی گواہی اور دوسری پادریوں کی شہادت اپنے وحشیانہ جوش میں ترقی کی۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد17 صفحہ 9)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''میرے خیال میں سرحدی لوگوں کو جہاد کے مسئلہ کی خبر بھی نہیں تھی یہ تو پادری صاحبوں نے یاد دلایا میرے پاس اس خیال کی تائید میں دلیل یہ ہے کہ جب تک پادری صاحبوں کی طرف سے ایسے اخبار اور رسالے اور کتابیں سرحدی ملکوں میں شائع نہیں ہوئے تھے اس وقت تک ایسی وارداتیں بہت ہی کم سُنی جاتی تھیں یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بالکل نہیں تھیں۔ ... پھر جب پادری فنڈل صاحب نے 1849ء میں کتاب میزان الحق تالیف کر کے ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں شائع کی اور نہ فقط اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی نسبت توہین کے کلمے استعمال کئے بلکہ لاکھوں انسانوں میں یہ شہرت دی کہ اسلام میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ بڑا ثواب ہے۔ ان باتوں کو سُن کر سرحدی حیوانات جن کو اپنے دین کی کچھ بھی خبر نہیں جاگ اُٹھے اور یقین کر بیٹھے کہ درحقیقت ہمارے مذہب میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا بڑے ثواب کی بات ہے۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد17 صفحہ 20،21)

مقرر موصوف نے پروفیسر سکاٹ ایٹران (Scott Atran) کا ایک حوالہ پیش کیا جس کے مطابق مسلمان جہادی نوجوان قرآن کریم یا اسلامی تعلیمات کو پڑھ کر جہاد کی طرف مائل نہیں ہو رہے۔ اور نہ ہی ان میں سے اکثر کا مذہب سے کوئی خاص تعلق رہا ہے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ پس آج ہم جو مسیح موعودؑ کے ماننے والے ہیں ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم قلم کے ذریعہ اسلام کے خلاف کیے جانے والے حملوں کے خلاف جہاد کریں اور اسلام کا دفاع کریں۔ پہلے شاید یہ حملے چند زبانوں میں کیے جاتے تھے آج یہ حملے دنیا کی ہر زبان میں اور ہر قوم کی طرف سے کیے جا رہے ہیں چاہے وہ کسی مذہب کے ماننے والے ہوں یا لامذہب، ہر کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ اسلام ایک دہشتگرد مذہب ہے، اور افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمان بھی بڑھ بڑھ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہاں ہم مجاہد ہیں، ہم جہادی ہیں۔ ہم اسلام کو پھیلانے اور اسے غالب کرنے کے لئے جنگیں لڑیں گے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آج جہاد بالقلم کا وقت ہے نہ کہ جہاد بالسیف کا، اس ارشاد کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم سب کو اس جہاد میں شامل ہو جانا چاہئے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ یہ بات بھی عجب ہے کہ موجودہ دور میں مسلمانوں کی طرف کیے جانے والے جہاد میں سب سے زیادہ نقصان خود مسلمانوں کا ہی ہوا ہے۔ ایک گروپ فزیشنز فار سوشل جسٹس (Physicians for social justice) کے مطابق 9/11 سے اب تک عراق میں بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر مارے جانے والے مسلمانوں کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے، افغانستان میں دو لاکھ بیس ہزار کے قریب ہے اور پاکستان میں 80 ہزار۔ اور ابھی یہ انتہائی محتاط اندازہ ہے۔ اور ابھی اس تعداد میں دوسرے ممالک میں مارے جانے والے مسلمان شامل نہیں۔

مقرر موصوف نے کہا کہ ابھی چند دہائیاں قبل دنیا میں خودکش حملے شاید ہی کبھی ہوتے ہوں۔ 1980ء کی دہائی میں مَیں پاکستان میں تھا لیکن کبھی خودکش دھماکہ سننے میں بھی نہیں آیا۔ اور آج ہر آئے دن اسلام کے نام پر یہ کام ہو رہا ہے۔ 'دی انسٹیٹیوٹ فار نیشنل سیکیورٹی سٹڈیز' (Institue for Nationa Security Studies) کے مطابق 2016ء خودکش حملوں کے لحاظ سے مہلک ترین سال تھا۔ اس سال کے دوران 800/ لوگوں نے 28/ممالک میں 469/خودکش حملے کئے۔ جن سے 5650 لوگ ہلاک جبکہ 9480 لوگ زخمی ہوئے۔ ان میں سے 77 خودکش بمبار خواتین تھیں۔ کچھ اپنے بچوں کو ان حملوں میں ساتھ لے گئیں اور کچھ پیچھے چھوڑ گئیں۔ جیسا کہ سینٹ برناڈینو میں جو گزشتہ سال ایک مسلمان جوڑے نے حملہ کیا یہ لوگ گھر میں اپنے ایک چھ ماہ کے بچے کو چھوڑ کر آئے تھے۔ اور وہاں حملہ آور خاتون ماری بھی گئی۔ ان لوگوں کے رشتہ دار بھی حیران تھے کہ یہ لوگ ایسے کس طرح کر سکتے ہیں۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ سے ان کی محبوب حرم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کے اے اللہ کے رسول، جہاد افضل عمل ہے، کیا ہمیں بھی جنگوں میں حصہ لینا چاہئے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ! عورتوں کے لئے بہترین جہاد حجِ مبرور ہے۔ یعنی ایسا حج جو مقبول ہو جائے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ ایک طرف جہادی غیر مسلم اور کافر ممالک کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں اور دوسری جانب یہ لوگ انہیں ممالک سے اسلحہ وغیرہ لے کر اپنا جہاد کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں مقرر موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ایک خطبہ جمعہ سے ایک حوالہ پیش کیا:

"حالت یہ ہے کہ جتنے مسلمان ممالک ہیں یہ اسلحہ سازی میں ہر اس ملک کے محتاج ہیں جن کے خلاف مسلمان جہاد کا اعلان کرتے ہیں۔ جن مغربی یا مشرقی قوموں کو مشرک اور خدا سے دور اور خدا کے دشمن اور بت پرست اور ظالم اور سفاک بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور یہ حکم سنایا جاتا ہے کہ ان سے لڑنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے راکٹ مانگنے کے لئے بھی ان کی طرف ہاتھ بڑھائے جاتے ہیں اور سمندری اور ہوائی جنگی جہاز مانگنے کے لئے بھی ان کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ توپیں بھی ان سے مانگی جاتی ہیں۔ ہر قسم کے راکٹ اور دوسرا اسلحہ بھی ان سے طلب کیا جاتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ یکم مارچ 1991ء، خطباتِ طاہر جلد 10 صفحہ 184)

مقرر موصوف نے کہا کہ جب تک مسلمان مسلمان سے لڑ رہا ہے، سنی شیعہ سے، عرب غیر عرب سے، ایک مسلمان ملک دوسرے مسلمان ملک سے اس وقت تک جہاد کی حقیقت سے لوگ ناآشنا رہیں گے۔ قرآن کریم میں تو مسلمانوں کو کہا گیا ہے کہ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (البقرۃ:111) کہ تم (سب سے) بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے (فائدہ کے) لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن دنیا تو آج مسلمانوں کو کچھ اور کہہ رہی ہے۔ دنیا کہہ رہی ہے کہ مسلمان سب سے بری امت ہیں! اور یہ سب اس لئے ہے کہ مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل نہیں کر رہے۔

آج کے دَور میں Divide and Conquer کے اصول پر سب سے زیادہ سازشیں ہو رہی ہیں۔ اور امتِ مسلمہ اپنے خلاف بچھائے گئے جال میں بری طرح پھنستے چلے جا رہی ہے۔ صرف خدا تعالیٰ ہی ہے جو ان کو اس سے آزاد کروا سکتا ہے۔

ایک محقق کیرن آرمسٹرانگ کہتی ہیں کہ اسلام شدّت پسندی، تشدّد، خودکش حملے نہیں سکھاتا۔ دنیا کے دیگر بڑے مذاہب کی طرح یہ بھی پیار، محبت اور عدل سکھاتا ہے۔ اسی لیے اسلام دنیا میں اس قدر پھیل چکا ہے۔ آج کے دور میں اسلام کے نام پر جو شدّت پسندی کی لہر چل نکلی ہے اس کے پیچھے بعض سیاسی وجوہات ہیں۔ تیل کی دولت، فلسطین کے علاقوں پر غیر قانونی تسلّط اور مشرقِ وسطیٰ میں بعض قوتوں کا ابھرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اور غیر مسلم اقوام امتِ مسلمہ کے خلاف عرصہ دراز سے موجود ایک غلط فہمی کو ابھار رہی ہیں کہ اسلام ایک شدّت پسند مذہب ہے۔ کیرن کے مطابق اسلام کے اندر شدّت پسند جہاد کے تصوّر کو باہر سے لا کر شامل کیا گیا ہے اور اب اسے اسلام کا حصہ بنا کر پیش کیا جانے لگ گیا ہے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ قرآن کریم اور نبی اکرم ﷺ ایسے متشدّد جہاد کی تعلیم نہیں دیتے۔ اگر یہ جہاد آنحضرت ﷺ کے دور میں کیا جاتا تو آپ ﷺ اس جہاد کی تردید کرنے میں سب سے آگے ہوتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جنگ میں مشرکین کے بعض بچے روند کر ہلاک ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کو اس کا شدید رنج تھا۔ ایک صحابی نے نبی اکرم ﷺ کو تسلّی دلانے کی غرض سے کہا کہ یا رسول اللہ! وہ بچے تو مشرکین کے تھے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فوراً جواب دیا کہ مشرکین کے بچے بھی تمہارے بچوں کی طرح ہی تھے۔ ان کو بھی پورا حق حاصل تھا کہ بڑے ہوتے اور بہترین طرزِ عمل اختیار کرتے۔ ہر بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔ یاد رکھو! جنگ میں بچوں کو ہرگز نہیں قتل کرنا۔ جنگ میں بچوں کو ہرگز نہیں قتل کرنا!

یہ وہ زبردست تعلیم ہے جو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دی۔ ہر جان مقدس ہے، ہر بچہ پیارا ہے۔ اسی لیے ہم نے بھی مانچسٹر میں ہونے والے بم دھماکے کی مذمّت کی اور اسے ظلم قرار دیا۔ صرف یہی نہیں، ہم آج بھی بوکوحرام کی طرف سے اغوا کی جانے والی دو سو بچیوں اور پشاور پاکستان میں شہید کیے جانے والے 132 بچوں، شام میں اور دیگر ملکوں میں ان جہادیوں کے حملوں میں جاں بحق ہونے والے بچوں کا غم محسوس کرتے ہیں۔

انسانی جان کی تقدیس بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔ (الانعام:152) اور یہ کہ اس نفس کو جسے (قتل کرنا) اللہ نے منع فرمایا ہے (شریعت یا قانون کی) اجازت کے بغیر قتل نہ کرو۔

جب آپ ﷺ جنگوں کے لئے لشکر روانہ فرماتے تو انہیں نصیحت فرماتے کہ: اے مسلمانو! اللہ کے نام پر نکلو اور مذہب کو تحفظ فراہم کرنے کی نیت سے جہاد کرو۔ لیکن یاد رکھو کہ اموالِ غنیمت میں چوری نہ کرنا، کسی کو دھوکا نہ دینا، مُثلہ نہ کرنا، کسی عورت اور بچے کو قتل نہ کرنا، کسی مذہبی عالم کو قتل نہ کرنا، کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا۔ زمین میں امن قائم کرنا اور لوگوں کے ساتھ احسان کا سلوک کرنا کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الجہاد۔ باب فی دعاء المشرکین)

مقرر موصوف نے کہا کہ اب نبی اکرم ﷺ اور آج کے دَور کے نام نہاد اسلامی جہادیوں کی باتوں کا موازنہ کر لیں۔ آپ کو واضح طور پر سمجھ آ جائے گی کہ ان میں اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور یہ سچے اسلام کے پیروکار نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جب بھی جنگ کی تو آپؐ نے کوشش کی کہ لوگوں کو کم سے کم نقصان پہنچایا جائے۔ ایسے لوگوں کو جو جارحیت نہیں دکھاتے ان کو بالکل تنگ نہ کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین تھے۔

سورۃ الحج کی آیات 40 اور 41 میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جنگ کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن یہاں یہ حکم نہیں ہے کہ شہروں کو اجاڑ دو، ان میں بمباری کر دو، معصوم بچوں اور عورتوں کو قتل کر دو یا انہیں رکھیلیں بنا لو یا لوگوں کو اس قدر مجبور کر دو کہ وہ اپنے وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو جائیں، لوگوں کو اپنے مذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کرنے سے روک دو اور ان کی عبادتگاہوں کو تباہ کر دو جیسا کہ طالبان، القاعدہ اور ISIS نے افغانستان، عراق اور شام میں کیا ہے۔

ان آیات میں جنگ کرنے کی اجازت تین وجوہات کی بنا پر دی گئی تھی۔ 1۔ زندگی بچانے کے لئے، 2۔ مذہب کو بچانے یا مذہبی آزادی کے لئے، 3۔ ظالم حکمران کو سزا دینے کی غرض سے۔ صرف انہیں وجوہات کے مطابق کیا جانے والا جہاد سچا جہاد ہو سکتا ہے جو کہ قرآنِ کریم اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہوگا۔

مقرر موصوف نے اپنی تقریر کے آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پیش کئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اُس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلاویں کہ اسی سے اُن کا دین پھیلے گا۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 15)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم جہاد کے اصل مطلب کو سمجھ سکیں اور تبلیغ کرتے ہوئے انسانیت کو خدا کی طرف بلانے کے جہاد میں، قلم کے ساتھ علم کو پھیلانے اور اسلام کے بارہ میں غلط فہمیاں دُور کرنے کے جہاد میں، صبر اور حوصلہ کے ساتھ دین کی راہ میں مشکلات و مصائب کو برداشت کرنے کے جہاد میں، اپنے دلوں اور روحوں کو ہر قسم کی کدورت سے پاک کرنے کے جہاد میں، انسانیت کو خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچانے اور اسے اس کے خدا کو پہچاننے میں مدد دینے کے جہاد میں اور اس خطرناک دور میں جنگ و جدل اور قتل و غارت کو ختم کر کے امن کو پھیلانے کے جہاد میں اپنے خاص فضل کے ساتھ ہمت اور حوصلہ کے ساتھ قدم مارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

………………

اس تقریر کے بعد مکرم بلال محمود صاحب آف یوکے نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام 'نصرتِ الٰہی' مترنّم آواز میں پیش کیا۔

نُصرتِ الٰہی۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت

نظم کے بعد اس اجلاس کی تیسری تقریر محترم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے 'نصرتِ الٰہی۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت' کے عنوان پر کی۔ (مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی یہ تقریر الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ یکم ستمبر 2017ء میں شائع ہو چکی ہے۔)

موجودہ دور کی برائیاں اور پاکیزہ زندگی کا حصول

بعد ازاں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ محترم رفیق احمد حیات صاحب نے انگریزی زبان میں 'موجودہ دور کی برائیاں اور پاکیزہ زندگی کا حصول' کے عنوان سے اس اجلاس کی آخری تقریر کی۔

مقرر موصوف نے کہا کہ ہر دَور میں اس عنوان پر بات ہوتی ہے کہ اس دَور کی برائیوں سے بچنے اور پاکیزہ زندگی کے حصول کا کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ جب بھی انسانیت زوال پذیر ہونے لگتی ہے تو اللہ اپنی رحمت سے انبیاء کی بعثت فرماتا ہے جو انسانیت کے لیے نورِ رحمت بن کر زمین پر نازل ہوتے ہیں اور اسے روحانی تباہی سے بچاتے ہیں۔ یہ انبیاء ہر زمانے میں، دنیا کے ہر خطّے میں تشریف لاتے رہے اور اُن کا مشن ہمیشہ سے ایک ہی تھا یعنی اپنے اُسوہ اور نمونہ کے ذریعہ انسان کو اُس کے خالق سے ملانا۔

پس، ان تمام باتوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہمیں سوچنا ہے کہ آج کے دور میں ہم کس طرح پاکیزہ زندگی کا حصول کر سکتے ہیں اور کس طرح معاشرے کو برائیوں سے پاک کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں پاکیزہ زندگی کے حصول کے لئے اُس پاک راہنمائی سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں جو ہمیں اسلام، قرآن کریم اور اُس عظیم نبی اکرم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

مقرر موصوف نے قرآنی آیات کے حوالہ سے ان اخلاق کا ذکر کیا جن کو اپنانا پاکیزگی کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے بتایا کہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن اخلاق کو مزید کھول کر بیان فرمایا ہے جن پر عمل کرنا ایک پاکیزہ زندگی کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ وہ اخلاق یہ ہیں: عفّت، ایمانداری، کسی کو بھی جسمانی ایذا دہی سے گریز، دوسروں سے خوش خلقی سے پیش آنا، معاف کرنا اور دوسرے انسانوں سے نیک سلوک کرنا۔

مقرر موصوف نے کہا کہ پہلے ہم عفّت اور حیا کا ذکر کرتے ہیں۔ ہر مذہب اور ہر الہامی کتاب میں انسان کو اپنی عفّت اور پاکدامنی کی حفاظت کا درس دیا گیا ہے۔ دورِ حاضر میں اس نظریہ کو دقیانوسی بات قرار دیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے ہم ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہیں جس نے جسمانی طور پر بے عیب ہونے کو فلموں، اشتہاروں اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ایک آئیڈیل اور بڑا پُرفریب بنا رکھا ہے۔ British Medical Association کی رپورٹ کے مطابق ایک خاص قسم کی اشتہار بازی کے باعث، نوجوانوں کے رہن سہن، خوبصورتی اور کھانے پینے کا تصوّر ہی بگڑ گیا ہے۔ بالخصوص نوجوان لڑکیاں اپنا موازنہ فیشن یا اشتہار بازی کی انڈسٹری میں کام کرنے والی انتہائی دبلی پتلی models سے کر رہی ہوتی ہیں اور یہ بات ان پر بُری طرح اثر انداز ہو رہی ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر ہمارے نوجوان اپنی جسمانی ہیئت کے بارہ میں پریشان کُن حد تک فکرمند رہتے ہیں۔ بعض نے تو اتنی انتہا کر دی ہے کہ اپنے آپ کو depression میں مبتلا کر دیا اور بعض تو اس وجہ سے خودکشی ہی کر بیٹھے۔ جسمانی طور پر کامل بننے کی یہ خواہش ان کی عائلی زندگی پر بہت اثر انداز ہو رہی ہے۔

اس کے علاوہ نوجوان اس وقت منشیات اور فحش فلموں [pornography] کو دیکھنے کی برائی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ جس کی ایک وجہ سوشل میڈیا ہے جو کہ ہمارے نوجوانوں کے لیے معلومات حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔

مقرر موصوف نے تفصیل سے بعض معاشرتی برائیوں اور ان کی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے ان سے بچنے کی طرف توجہ دلائی۔

(باقی آئندہ)……………

☆…☆…☆

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محموداحمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

امریکہ میں احمدیہ مشن کی چند یادیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5 جنوری 2012ء میں شاملِ اشاعت مکرم مولانا محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری کے ایک مضمون میں امریکہ میں احمدیہ مشن کی 1973ء کی چند یادیں قلمبند کی گئی ہیں

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ 1972ء میں سیرالیون سے واپس آیا تو مرکز کے حکم پر 1973ء میں امریکہ چلا گیا۔ پہلا جمعہ آیا تو مکرم چودھری شریف احمد باجوہ صاحب امیرومبلغ انچارج نے کہا کہ حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ بھی تشریف لائیں گے۔ اُن سے درخواست کروں گا کہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں۔ اگر وہ نہ مانے تو پھر تم دے دینا۔

حضرت چودھری صاحب مسجد میں تشریف لائے تو ایک طرف کرسی پر بیٹھ گئے۔ مکرم باجوہ صاحب نے جاکر عرض کی کہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں۔ آپؓ نے انکار کردیا۔ دوسری بار عرض کرنے پر بھی انکار میں جواب ملا تو مکرم باجوہ صاحب نے کہا کہ مَیں بحیثیت امام مسجد آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ خطبہ جمعہ دیں۔ یہ سنتے ہی حضرت چودھری صاحبؓ فوراً اٹھے اور محراب میں جاکر خطبہ ارشاد فرمایا۔ نماز خاکسار کو پڑھانے کا موقع ملا۔ پہلی رکعت میں سورۃالاعلیٰ کی تلاوت کی تو ایک چھوٹی سی غلطی ہوگئی۔ نماز کے بعد حضرت چودھری صاحبؓ مجھے لے کر الگ تشریف لے گئے اور آہستہ سے فرمایا کہ تلاوت میں فلاں غلطی تھی اس کو درست کرلیں۔ واقعہ میں آپؓ نہ صرف دینی و دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر فائز تھے بلکہ اتنے ہی اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔

چند دن بعد مکرم باجوہ صاحب نے مجھے کہا کہ میری تقرّری نیویارک مرکز میں ہوئی ہے لیکن وہاں مبلغ کی رہائش کا انتظام نہیں ہے بلکہ صرف ایک ہال ہے جو کرایہ پر لیا ہوا ہے۔ جبکہ نیویارک کے پاس مکرم ڈاکٹر ماجد احمد صاحب نے ایک مکان خرید کر وقف کیا ہے اور وہاں ہرقسم کی سہولت میسر ہے۔ آپ دونوں جگہیں دیکھ لیں اور فیصلہ کرلیں کہ کہاں رہنا ہے۔

خاکسار نے وہ مکان بھی دیکھا اور پھر اُس ہال میں پہنچا جو سیاہ فام آبادی کے علاقے جمیکا میں ایک ریستوران کے اوپر واقع تھا۔ سیڑھیوں سے اوپر گئے تو دیکھا کہ نہایت خستہ فرنیچر ہال میں بکھرا پڑا تھا۔ ایک چھوٹا سا کمرہ جس میں ٹوٹا ہوا فرنیچر پڑا تھا۔ کچن اور ٹائلٹ تو تھا مگر غسل کے لئے باہر جانا پڑتا تھا۔ خاکسار نے اس جگہ پر قیام کرنا پسند کیا کیونکہ یہاں جماعت کی تعداد زیادہ تھی۔ نماز جمعہ کے لئے اور اتوار کے دن میٹنگ میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے۔

خاکسار نیویارک مرکز میں پہنچا تو رات آنے کے ساتھ ہی ایک خوف بھی محسوس ہوا کیونکہ اجنبی اور سیاہ فام لوگوں کی اکثریت والا علاقہ تھا۔ مَیں قالین پر لیٹ گیا لیکن نیند نہیں آرہی تھی۔ اسی اثناء میں کسی کے سیڑھیاں چڑھنے کی آواز آئی۔ پھر بند دروازہ دیکھا تو نووارد نے دستک دی۔ پہلے مَیں خاموش رہا لیکن پھر دروازہ کھول دیا۔ سامنے لمبے قد کا ایک سیاہ فام دوست کھڑا تھا۔ خوف کا احساس ہوا تو وہ بولا کہ مَیں احمدی ہوں، میرا نام بشیر احمد ہے اور مَیں ٹیکسی ڈرائیور ہوں۔ مشن ہاؤس کی ایک چابی میرے پاس ہے اور مَیں اکثر رات کو یہاں آکر آرام کرلیتا ہوں۔ ہم دونوں بہت خوش ہوئے اور مختلف جماعتی امور پر بات چیت ہوتی رہی۔ صبح دونوں نے نماز فجر باجماعت ادا کی پھر ناشتہ اکٹھے کیا اور پھر مل کر وقارعمل کرتے ہوئے ہال اور کمرہ کو صاف کیا۔ وہاں سے ایک چارپائی بھی ملی جسے صاف کرکے بازار سے بستر خرید کر اُس پر بچھالیا۔

کچھ عرصہ بعد بازار میں اچانک میرا رابطہ سیرالیون سے آنے والے ایک احمدی لڑکے سے ہوا جو سیرالیون میں احمدیہ سکول میں پڑھتا رہا تھا۔ اُس نے بتایا کہ وہاں کئی احمدی لڑکے سیرالیون سے آکر تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے مشن کی رونق بہت بڑھنے لگی۔

ایک روز دروازہ پر دستک ہوئی۔ مَیں نے دروازہ کھولا تو ایک پولیس والے کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ اُنہیں اندر بلایا تو وہ کہنے لگے کہ وہ جنوبی افریقہ سے آئے ہیں اور مسلمان ہیں لیکن اُن کی بیوی کیتھولک عیسائی ہے۔ اس وجہ سے مَیں اسلام کے بارہ میں چند معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ پھر اُن سے مسلسل رابطہ رہا اور جلد ہی انہوں نے احمدیت قبول کرلی۔ اُن کے اسلام سے تعلق کو دیکھتے ہوئے اُن کی عیسائی بیوی نے علیحدگی لے لی اور دو بچوں کو بھی ساتھ لے گئی۔ پھر ان کی شادی ایک پاکستانی احمدی خاتون سے کروادی گئی اور یہ اُس کے ہمراہ پاکستان بھی آئے اور ربوہ کی زیارت کی۔

کچھ عرصہ بعد خاکسار کی تحریک پر وہاں کی جماعت نے شہر کے ایک اچھے علاقہ بروک لین میں ایک احمدی مسٹر نورالدین الغزالی کے نام پر ایک مکان خریدلیا جس میں وقارعمل کے ذریعہ تہہ خانہ میں میٹنگ ہال تیار کیا گیا۔ اوپر ایک کمرہ نمازوں کے لئے تیار کیا گیا۔ اور اوپر کی منزل پر مبلغ کی رہائشگاہ بنائی گئی۔ اس مرکز کا افتتاح 24 مارچ 1974ء کو یوم مسیح موعودؑ کی تقریب کے انعقاد سے کیا گیا جس کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب واشنگٹن سے تشریف لائے۔ اس تقریب میں جن دوسرے مہمانوں نے خطاب کیا اُن میں UNO میں انڈیا کے نمائندے مکرم سیّد برکات احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر خلیل احمد ناصر صاحب سابق امیرومبلغ انچارج امریکہ اور مکرم چودھری شریف احمد باجوہ صاحب امیرومبلغ انچارج امریکہ بھی شامل تھے۔

5 مئی 1974ء کو خاکسار کی درخواست پر حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ مشن ہاؤس تشریف لائے اور ایک اجلاس سے خطاب فرمایا۔ آپؓ کا تعارف کرواتے ہوئے خاکسار نے بتایا کہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی ہم میں موجود ہیں۔

حضرت چودھری صاحب کی انکساری کا یہ حال تھا کہ اجلاس ختم ہونے کے بعد جب آپؓ واپس تشریف لے جانے لگے تو مجھے اپنے قریب بلایا اور آہستہ سے فرمایا کہ آپ نے میرا تعارف بطور صحابی حضرت مسیح موعودؑ کرایا ہے مَیں تو ایک نہایت ہی عاجز اور ادنیٰ سا انسان ہوں۔ صحابہ کا مقام تو بہت بلند اور اعلیٰ ہے، مَیں کہاں اُن میں شامل ہوسکتا ہوں۔

خاکسار اس مشن ہاؤس میں قریباً چھ ماہ تک رہا اور پھر میرا تبادلہ واشنگٹن میں بطور امیرومبلغ انچارج ہوگیا۔ بعد میں جب مکرم شیخ مبارک احمد صاحب امیرومبلغ انچارج امریکہ بنے تو یہ مشن ہاؤس فروخت کرکے Queens کے علاقہ میں ایک نیا مشن ہاؤس خریدلیا گیا۔

...❁...❁...❁...

مکرم صاحبزادہ داؤد احمد صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم فروری 2012ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق 23 جنوری 2012ء کو سرائے نورنگ ضلع بنوں کے ایک احمدی مکرم صاحبزادہ داؤد احمد صاحب ابن مکرم محمد شفیع صاحب کو نامعلوم موٹرسائیکل سواروں نے فائرنگ کرکے سرِ بازار شہید کردیا۔ شہید مرحوم کی عمر 55 سال تھی اور آپ کے ددھیال اور ننھیال دونوں کا تعلق حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کے ساتھ تھا۔ آپ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کے بیٹے مکرم صاحبزادہ عبدالسلام صاحب کے نواسے تھے۔

شہید مرحوم بی اے کرنے کے بعد محکمہ واپڈا کے شعبہ آڈٹ میں ملازم ہوگئے تھے لیکن دل کے عارضہ اور آپریشن ہوجانے کے سبب جلد ریٹائرمنٹ لے کر اپنی زمینوں اور جائیداد کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ مرحوم کی کسی سے کوئی دشمنی یا تنازعہ نہیں تھا۔

مرحوم 47 سال کی عمر میں جماعت احمدیہ مبایعین میں شامل ہوئے تھے اور اپنے گھر میں اکیلے مبایع احمدی تھے۔ نہایت نیک، نمازی، تہجد گزار، پرہیزگار اور مالی قربانی عمدگی سے کرنے والے تھے۔ عام اخلاق بہت ہی اچھا تھا۔ دل کے آپریشن کے باوجود رمضان میں روزے باقاعدگی سے رکھا کرتے تھے۔ جب آپ کو ریٹائرمنٹ لینی پڑی تو آپ نے پنشن لینے سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ ملازمت کے دوران مجھ سے کئی کوتاہیاں ہوگئی ہوں گی اس لئے اُن خامیوں کے بدلے یہ پنشن گورنمنٹ کو دیتا ہوں۔ مرحوم نے لواحقین میں اہلیہ چھوڑی ہیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

...❁...❁...❁...

احمدیہ مشن ہنگری کی ابتدا

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم فروری 2012ء میں مکرم عطاءالرؤف سلمان صاحب کے قلم سے ایک مختصر مضمون میں احمدیہ مشن ہنگری کی ابتداء پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

فروری 1936ء کی رات دس بجے ایک ٹرین ہنگری کے دارالحکومت بوڈاپسٹ کے ریلوے سٹیشن پر پہنچی تو سٹیشن پر ہُو کا عالم تھا۔ مسافر ٹرین سے اُتر کر اپنا اپنا راستہ ماپنے لگے لیکن ایک 27 سالہ خوبرو نوجوان ململ کا کرتہ، سر پر پگڑی باندھے ایک ہاتھ میں ٹرنک اور ایک ہاتھ میں بستر دبائے سوچنے لگا کہ رات گئے اپنا ٹھکانہ کہاں بناؤں۔ اس کا ململ کا کرتہ سردی روکنے میں یکسر ناکام ہوچکا تھا لیکن دل میں ایک عزم تھا کہ اس سرزمین کے باشندوں کو احمدیت کے جھنڈے تلے جمع کرکے خلیفۃالمسیح کے خواب کو پورا کرنا ہے۔ یہ نوجوان محترم کیپٹن حاجی احمد خان ایاز صاحب تھے جو 1909ء میں حضرت چودھری کرم دین صاحبؓ آف کھاریاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ پرائیویٹ ایف۔اے اور بی۔اے پاس کیا۔ پھر لاء کالج دہلی سے قانون کی ڈگری لی۔ آپ کو کھاریاں کا پہلا گریجوایٹ وکیل اور کمیشنڈ آفیسر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ 1934ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر آپ نے اپنی زندگی وقف کردی۔ ابتداءً حضورؓ نے مدرنیشنل لیگ کی درخواست پر آپ کی خدمات اُس کے سپرد کردیں۔ بعدازاں 15 جنوری 1936ء کو ہنگری میں اسلام کی تبلیغ کے لئے روانہ فرمایا۔

محترم ایاز صاحب نے ہرقسم کی تکالیف کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اشاعتِ اسلام کا کام پہنچتے ہی شروع کردیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ خرچ ختم ہونے پر دو دن تو مَیں نے لنگر حضرت مسیح موعودؑ کی اُن روٹیوں پر گزارے جو مَیں تبرکاً قادیان سے لایا تھا۔ مَیں نہ کسی کو اپنا حال بتانا چاہتا تھا اور نہ کسی پر بار بننا پسند کرتا اس لئے دو دو تین تین دن اپنے کمرے میں بغیر آب و دانہ گزارنے شروع کردیئے۔ شدّتِ بھوک کی وجہ سے نیند بھی آتی تھی اس لئے ہنگری کی تاریخ کا مطالعہ کرتا یا روزنامچے لکھتا۔ نمازوں میں بھی بہت لطف آتا۔ گو بعض دفعہ بھوک کی وجہ سے بخار ہوجاتا تھا مگر مجھے تسلّی ہوتی تھی کہ خدا مجھے ایسے نہیں مارے گا اور یہ امتحان ہے ورنہ بھوک کی کیا طاقت ہے کہ مجھے کمزور کردے۔ اُنہی دنوں ہنگری کے متعلق چند مضامین لکھے تو ہنگری کے اخبارات نے ان کی بہت قدر کی اور احمدیت کی اشاعت میں مجھے آسانیاں بہم پہنچائیں۔ ایک نمائندہ پریس نے میرا انٹرویو میرے فوٹو کے ساتھ مشہور روزنامہ میں اس عنوان کے تحت شائع کیا کہ یہ ہندوستانی سارے ہنگری کو مسلمان بنانا چاہتا ہے۔

مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک نوجوان جلد ہی مع خاندان احمدی ہونے والا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہنگری میں قدم جمادے گا۔ پھر جلد ہی یونیورسٹی میں ڈاکٹریٹ کی تعلیم پانے والے ایک کیتھولک عیسائی نوجوان نے اسلام قبول کرکے ہنگری کے پہلے احمدی ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اُس کا اسلامی نام احمد رکھا گیا۔ خوشی سے تمام رات نیند نہ آئی اور بڑے لمبے سجدے کئے۔

جلد ہی خَلقِ خدا کی بھاری اکثریت کا احمدیت کی طرف رجوع ہونا شروع ہوگیا۔ ہنگری کے انگریزی دان حلقہ کی سوسائٹی میں ہستی باری تعالیٰ کے مضمون پر ایک مناظرہ کرکے ڈاکٹر Fabre کو شکست دی تو مسٹر سٹیفن یونگو (Pongo Istvan) نے اسی مجمع میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا۔

ہنگری کے متعدّد معزّزین کو تبلیغی خطوط لکھے۔ ایک خط بے شمار کتب کے مصنّف ڈاکٹر تاپائی (Tapayi) کو بھیجا جو اخبار "Pesti Naplo" کے ایڈیٹر بھی تھے۔ انہوں نے میرے خط پر جوابی خط اخبار کے تین کالم میں شائع کیا۔ اپنے خط میں انہوں نے میری اور جماعت احمدیہ کی تعریف بھی کی لیکن اسلام پر ہونے والے معروف اعتراضات کی ایک فہرست بھی شائع کردی۔ مَیں نے انگریزی میں تیس ورقوں کا ایک جواب الجواب تیار کیا جو خاص خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے لکھا گیا۔ جوابات غیب سے ذہن میں آتے گئے اور قرآن کریم و کتب سلسلہ سے بعض باتیں فوراً ملتی چلی گئیں۔ یہ جواب الجواب اس قدر مقبول ہوا کہ جو پڑھتا وہ حامیٔ اسلام ہوجاتا اور کئی افراد اسے پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگئے۔

...❁...❁...❁...

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 06, 2017 – October 12, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 06, 2017

00:00 World News
00:30 Tilawat: Surah Ash-Shu'araa' verses 1-111.
00:45 Dars-e-Tehreerat
01:00 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 1.
01:30 Reception To Mark Opening Of Khadija Mosque: Recorded on October 16, 2008.
02:25 In His Own Words
03:00 Spanish Service
03:35 Pushto Muzakarah
04:10 Quran Class: Surah At-Tawbah, verses 6-29 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 103, recorded on December 13, 1995.
05:25 Shama'il-e-Nabwi
06:00 Tilawat: Surah Al-Fat'h verses 1-30. Part 26.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 10.
07:00 Beacon Of Truth: Rec. December 18, 2016.
08:00 From Democracy To Extremism
09:00 Peace Conference: Recorded on March 26, 2011.
09:40 Tehrik-e-Jadid
09:55 In His Own Words
10:25 Food For Thought
10:55 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00 Live Friday Sermon
12:50 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30 Tilawat [R]
13:45 Rishta Nata Ke Masa'il
14:00 Seerat-un-Nabi
14:30 Shotter Shondhane: Rec. September 28, 2017.
15:35 From Democracy To Extremism
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05 World News
20:30 Peace Conference [R]
20:45 Masjid Mubarak Rabwah [R]
21:10 In His Own Words [R]
21:40 From Democracy To Extremism [R]
22:30 Friday Sermon [R]

Saturday October 07, 2017

00:00 World News
00:30 Tilawat
00:45 Tehrik-e-Jadid
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 Peace Conference
02:10 Masjid Mubarak Rabwah
02:30 In His Own Words
03:00 Beacon Of Truth
04:00 Friday Sermon
05:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
06:00 Tilawat
06:20 Dars-e-Hadith
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 52.
07:00 Faith Matters: Programme no. 171.
08:00 International Jama'at News
08:50 Friday Sermon: Recorded on October 6, 2017.
10:00 In His Own Words
10:30 Dua-e-Mustaja'ab
11:05 Indonesian Service
12:05 Tilawat [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
13:30 The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
14:05 Shotter Shondhane: Rec. September 29, 2017.
15:15 Qur'anic Archeology
16:00 Live Rah-e-Huda
17:40 World News
18:00 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05 Khuddamul UK Ijtema
21:00 International Jama'at News [R]
21:50 Dua-e-Mustaja'ab [R]
22:30 Friday Sermon [R]
23:40 Another Blessed Year

Sunday October 08, 2017

00:15 World News
00:35 Tilawat
00:50 Dars-e-Hadith
01:05 Al-Tarteel
01:35 Khuddamul UK Ijtema
02:30 In His Own Words
03:05 Faith Matters
04:05 Friday Sermon
05:05 What Is Bai'at
05:25 Qur'anic Archeology
06:00 Tilawat
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 10.
07:00 Rah-e-Huda: Recorded on October 7, 2017.
08:35 One Minute Challenge
09:05 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist: Recorded on March 29, 2015.
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat [R]
12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon [R]
14:10 Shotter Shondhane: Rec. September 29, 2017.
15:15 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
17:00 In His Own Words [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 What Is Bai'at
18:30 Rah-e-Huda [R]
20:05 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
22:00 A Visit To Sawat Valley
22:30 Friday Sermon [R]
23:40 One Minute Challenge [R]

Monday October 09, 2017

00:15 World News
00:30 Tilawat
00:45 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Yassarnal Qur'an
01:20 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist
03:05 In His Own Words
03:35 Friday Sermon
04:45 Seekers Of Treasure
05:30 A Visit To Sawat Valley
06:00 Tilawat: Surah An-Najm verses 27-63 and Surah Al-Qamar verses 1-56.
06:15 Dars-e-Hadith: the status of Holy Prophet Muhammad (saw).
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 52.
06:55 Rencontre Avec Les Francophones: Khalifatul-Masih IV (ra) and French speaking friends. Rec. Sep. 5, 1997.
08:00 Aao Urdu Seekhain
08:20 Jalsa Salana Speeches
09:00 Address at National Waqfe Nau Lajna: Recorded on May 1, 2011.
09:50 In His Own Words
10:20 Kids Time
10:55 Friday Sermon: Recorded on April 28, 2017.
12:00 Tilawat [R]
12:15 Dars-e-Hadith [R]
12:25 Al-Tarteel [R]
12:55 Friday Sermon: Recorded on November 4, 2011.
14:00 Shotter Shondhane: Rec. September 30, 2017.
15:05 Address at National Waqfe Nau Lajna [R]
15:45 In His Own Words [R]
16:30 International Jama'at News
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Somali Service
18:55 Jalsa Salana Speeches [R]
19:30 Kids Time [R]
20:05 Address at National Waqfe Nau Lajna [R]
20:55 In His Own Words [R]
21:30 From Democracy To Extremism
22:25 Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: the life and character of the Promised Messiah (as).

Tuesday October 10, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:45 Al-Tarteel
01:10 Masjid Noor Qadian
01:25 Address at National Waqfe Nau Lajna
02:00 History Of Cordoba
02:25 In His Own Words
03:00 International Jama'at News
03:55 Rencontre Avec Les Francophones
05:00 Aao Urdu Seekhain
05:25 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilawat
06:20 Dars-e-Tehreerat
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 11.
07:00 Liqa Ma'al Arab: Khalifatul-Masih IV (ra) and Arabic speaking friends. Rec. May 8, 1996.
08:05 Story Time: Part 33.
08:20 InfoMate
08:50 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist: Recorded on March 29, 2015.
10:35 Khilafat-e-Haqqa Islamiya
11:05 Indonesian Service
12:10 Tilawat [R]
12:25 Yassarnal Qur'an [R]
12:55 Friday Sermon: Recorded on October 6, 2017.
13:55 Shotter Shondhane: Rec. September 30, 2017.
15:00 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
16:40 Signs Of The Latter Days: the advent of the Promised Messiah (as).
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Story Time [R]
18:35 InfoMate [R]
19:05 Khilafat-e-Haqqa Islamiya [R]
19:45 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
21:05 In His Own Words [R]
21:25 Signs Of The Latter Days [R]
22:20 Liqa Ma'al Arab [R]
23:25 Discover Alaska
23:35 Philosophy Of The Teachings Of Islam

Wednesday October 11, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Tehreerat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:15 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist
03:00 In His Own Words
03:25 Khilafat-e-Haqqa Islamiya
04:05 Liqa Ma'al Arab
05:05 Signs Of The Latter Days
06:00 Tilawat
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 52.
07:00 Question And Answer Session: Rec. May 6, 1984.
08:15 A Trip To Kashmir
08:40 History Of MTA In Mauritius
09:00 Ijtema Ansarullah Belgium: Recorded on October 19, 2008.
10:00 In His Own Words
10:30 Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat [R]
12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on October 6, 2017.
14:00 Shotter Shondhane: Rec. October 1, 2017.
15:05 Jalsa Salana Germany Concluding Address [R]
16:00 In His Own Words [R]
16:30 Ghazwat-e-Nabi
17:35 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:30 L'Islam En Questions
19:05 A Trip To Kashmir
19:30 Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00 Ijtema Ansarullah Belgium [R]
20:55 In His Own Words [R]
21:25 Ghazwat-e-Nabi [R]
22:30 Question And Answer Session [R]
23:40 A Trip To Kashmir

Thursday October 12, 2017

00:05 World News
00:25 Tilawat
00:40 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Al-Tarteel
01:30 Ijtema Ansarullah Belgium
02:10 In His Own Words
02:40 Persecution Of Ahmadies
03:40 Question And Answer Session
04:55 Ghazwat-e-Nabi
06:05 Tilawat
06:25 Dars-e-Tehreerat
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 3.
07:05 Tarjamatul Surah At-Tawbah, verses 28 - 37 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on December 14, 1995.
08:10 Shama'il-e-Nabwi
08:45 Tehrik-e-Jadid
09:00 Ansarullah UK Ijtema: Rec. October 26, 2008.
10:00 In His Own Words
10:35 Seekers Of Treasure
11:10 Japanese Service
11:30 The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
12:00 Tilawat [R]
12:20 Dars-e-Tehreerat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on September 8, 2017.
14:05 Beacon Of Truth: Rec. November 18, 2016.
15:00 Ansarullah UK Ijtema [R]
16:00 In His Own Words [R]
16:35 Persian Service
17:05 Roots To Branches
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:25 Faith Matters: Programme no. 147.
19:30 Shama'il-e-Nabwi [R]
20:05 Friday Sermon [R]
21:10 In His Own Words [R]
21:55 Seekers Of Treasure [R]
22:30 Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:35 Roots To Branches

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 06 October 2017 | Issue No. 40

امیرالمومنین حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی اگست 2017ء

اگر اپنی نسلوں کی صحیح تربیت کرنا چاہتے ہو اور انہیں معاشرے کا بہترین حصہ بنانا چاہتے ہو تو مرد اپنی ذمہ داریاں سنبھالے اور عورت اپنی ذمہ داریاں سنبھالے۔ دونوں ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کرنے کی کوشش کریں اور بچوں کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کریں۔

(زنانہ جلسہ گاہ جرمنی میں مستورات سے خطاب)

❁..... اسلام کی تعلیمات بغیر کسی شک وشبہ کے بنی نوع انسان کے لیے امن اور حفاظت کی ضامن ہیں۔ ان تعلیمات کی بنیاد ہی ہمدردی، پیار اور انسانیت پر ہے اور یہی وہ اقدار ہیں جن پر جماعت احمدیہ یقین رکھتی ہے اور گزشتہ سوا سو سال سے دنیا میں ان اقدار کو پھیلانے کے لیے مستقل کوشش کر رہی ہے۔ ❁..... ایک طرف تو غیر مسلم قومیں مسلمان دنیا میں امن کا مطالبہ کرتی ہیں اور دوسری طرف ان ممالک میں جنگ کے شعلوں اور انتشار کو جن کی وہ خود مذمت بھی کرتی ہیں خود ہی ہوا بھی دے رہی ہیں۔ ❁..... جو لوگ اسلام کو پُرتشدّد اور عدمِ رواداری کے مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ خود ایک بہت بڑی ناانصافی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر جرمنی اور دوسری مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے زیر تبلیغ مہمانوں سے خطاب)

اخبارات اور ریڈیو کے جرنلسٹس کے ساتھ پریس کانفرنس۔ لیتھوینیا، الجزائر اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے وفود کے ساتھ ملاقاتیں۔

☆..... امام جماعت احمدیہ نے بڑی جرأت اور بہادری کے ساتھ ہمیں دنیا کی موجودہ حالت سے آگاہ کیا اور صرف مسائل سے خبردار نہیں کیا بلکہ ان مسائل کا حل بھی بتایا۔ ☆..... گو میں مسلمان ہوں لیکن آج امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے میں نے اپنے ہی عقیدہ کے بارہ میں کئی نئی چیزیں سیکھیں۔ ☆..... آپ کے خلیفہ کے اندر ضرور کوئی چیز ہے جو کہ بنی نوع انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ آپ کے خلیفہ مقناطیس کی طرح ہیں۔ ☆..... امام جماعت احمدیہ نے جو بھی بیان کیا وہ سچ اور پُرحکمت تھا۔ ☆..... آپ کے خطاب کا ہر لفظ معانی سے پُر تھا۔ ☆..... امام جماعت احمدیہ کی سب سے پہلے جو چیز آپ کو نظر آتی ہے وہ اُن کا پُرامن ہونا اور اُن کی شائستگی ہے۔ آپ کے چہرے پر ایک ایسی خوبصورتی ہے جو ناقابلِ بیان ہے۔ ☆..... میں امام جماعت احمدیہ کا خطاب سُننے کے بعد صرف ایک ہی بات کہوں گا کہ میڈیا آج اسلام کی جو تصویر پیش کر رہا ہے وہ سخت ناانصافی ہے۔

(حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کے بعد مہمانوں کے تأثرات)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

26 اگست 2017ء بروز ہفتہ

(حصّہ دوم)

زنانہ جلسہ گاہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آجکل بعض مسلمانوں کے عمل نے اسلام کو اس طرح پیش کیا ہے کہ جس سے غیر مسلم دنیا کو اسلام پر اعتراضات کا موقع ملتا ہے اور جو مذہب مخالف طاقتیں ہیں وہ تو اَور بھی بڑھ کر اسلام پر حملے کرتی ہیں۔ کہیں شدت پسند ظالم مذہب کہہ کر اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے تو کہیں انسانی حقوق غصب کرنے کے حوالے سے اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے۔ کہیں عورتوں کے حقوق ادا نہ کرنے کا نام دے کر اسلامی تعلیم پر اعتراض کیا جاتا ہے اور بڑے طریقے سے مسلمان عورتوں کے جذبات کو ابھارا جاتا ہے کہ دیکھو تمہیں گھر کی چاردیواری میں رکھ کر یا پردے کا کہہ کر تمہاری آزادی سلب کی جاتی ہے۔ اور جن کو دین کا زیادہ پتا نہیں زیادہ علم نہیں رکھتیں وہ سمجھتی ہیں کہ واقعی ہمارے حقوق ادا نہیں ہو رہے اور یا پھر دوسری انتہا ہے کہ ردّعمل کے طور پر زیادہ شدّت پسندی عورتوں میں بھی آ گئی ہے اور بعض دہشتگرد تنظیموں کی آلۂ کار عورتیں بن جاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے احمدی عورتوں پر کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق ملی جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیم ہمارے سامنے پیش فرمائی۔ قرآن و حدیث میں سے وضاحت طلب امور کو کھول کر بیان فرمایا اور بتایا کہ اسلام میانہ روی کا مذہب ہے اور وہ مذہب ہے جو دین فطرت ہے، فطرت کے مطابق ہے اور اسلام کا ہر حکم اپنے اندر حکمت لئے ہوئے ہے۔ اسلام جہاں مردوں کے حقوق کی بات کرتا ہے تو ساتھ ہی عورتوں کے حقوق کی بھی بات کرتا ہے۔ اسلام اگر مردوں کو ان کے نیک اعمال کی وجہ سے انعامات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خوشخبری دیتا ہے تو اسی طرح نیک اعمال بجا لانے پر عورت کو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور انعامات کی خوشخبری دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پس جو کہتا ہے کہ اسلام نے مرد کو عورت پر ترجیح دی ہے وہ غلط کہتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ گھر کا خرچ چلانا، بیوی بچوں کے نان نفقہ کا خیال رکھنا ان کی ضروریات کو پوری کرنا مرد کا کام ہے اور یہی اس کے قوّام ہونے کی نشانی بھی ہے۔ مرد کا قوّام ہونا عورتوں پر رعب ڈالنا اور ان پر سختی کرنا نہیں ہے۔ اگر عورت کام کر رہی ہے جیسے ڈاکٹر ہے ٹیچر ہے یا کوئی بھی کام کر رہی ہے اور اس کے خاوند کی مرضی اس کے کام کرنے میں شامل ہے تو عورت کی کمائی پر مرد کا کوئی حق نہیں ہے۔ مرد نے بہرحال اپنے گھر کا خرچ چلانا ہے اور اس کا وہ ذمہ دار ہے۔ عورت کی بھی ضروریات پوری کرنے کا ذمہ دار ہے اور بچوں کی ضروریات پوری کرنے کا بھی ذمہ دار ہے چاہے عورت کام کر رہی ہو یا نہ کر رہی ہو۔ مرد عورت کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ کیونکہ تم بھی کام کر رہی ہو اور کمائی کر رہی ہو اس لئے گھر کا آدھا خرچ تم بھی پورا کرو۔ عورت اگر اپنی مرضی سے گھر پر خرچ کرتی ہے تو یہ اس کا مردوں پر احسان ہے ورنہ وہ کسی طرح بھی پابند نہیں ہے کہ گھر کا خرچ چلائے، گھر کے اخراجات پورے کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

بیوی بچوں کے کپڑے، کھانے پینے، رہائش اور دوسری ضروریات مہیا کرنا مرد یا خاوند کا کام ہے۔ ہاں اسلام یہ عورت کو کہتا ہے کہ جب مرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کی تمام ضروریات کا خیال رکھے تو پھر عورت کو اپنی پہلی ترجیح گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کی تربیت کی طرف رکھنی چاہئے۔ جب کوئی شخص مرد ہو یا عورت کوئی پیشہ وارانہ تعلیم حاصل کرتا ہے جیسے ڈاکٹر ہے انجنیئر ہے ٹیچر ہے وغیرہ وغیرہ تو ان کی خواہش بھی ہوتی ہے اور دلچسپی بھی کہ اس پیشے میں وہ کام بھی کریں تا کہ اس میں مزید تجربہ حاصل ہو، مزید اپنی مہارت کو نکھارنے کا موقع ملے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ عورت کی خواہش تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے پیشے میں مہارت حاصل کرنے اور دکھانے کی نہیں ہوتی اور مرد کی ہوتی ہے۔ لیکن اس خواہش کے باوجود میں بہت سی احمدی عورتوں کو جانتا ہوں جو ڈاکٹر ہیں اور اپنی فیلڈ میں انہوں نے سپیشلائز بھی کیا ہوا ہے لیکن شادی ہونے کے بعد اپنے کام اس لئے چھوڑ دیئے کہ انہوں نے بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کی اس پیشہ وارانہ دلچسپی سے زیادہ اہمیت سمجھی اور جب بچے بڑے ہو گئے تو پھر انہوں نے دوبارہ اپنی فیلڈ میں کام کرنا شروع کر دیا۔ اور ایسی ماؤں کے بچے دینی لحاظ سے اور دنیاوی لحاظ سے بھی عموماً بہترین بچے ہوتے ہیں اور دوسرے نفسیاتی مسائل سے بھی آزاد رہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پس یہ مائیں ہیں جنہوں نے اس اسلامی حکم کو سمجھا کہ تمہارا اصل کام اپنی اور قوم کی نئی نسل کی بہترین تربیت کر کے انہیں قوم کے لئے بہترین سرمایہ بنانا ہے۔ انہیں معاشرے کا بہترین حصہ بنانا ہے۔ عورت کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ صبر اور برداشت سے بچے کی پرورش کر سکتی ہے اس کی تفصیل گزشتہ سال کے جلسہ میں مَیں بیان کر چکا ہوں۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھا ہے کہ بچے باپوں کی نسبت عموماً ماؤں سے زیادہ attach ہوتے ہیں۔ چنانچہ چند سال پہلے ایک ریسرچ ہوئی کہ تیرہ چودہ سال تک کی عمر کے بچے ماؤں سے باپوں کی نسبت زیادہ متأثر ہوتے ہیں۔ ماؤں کی باتوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور زیادہ صحیح سمجھتے ہیں۔ باپوں کو اس کے مقابلہ میں کم اہمیت دیتے ہیں۔ بعد میں جب جوان ہونے شروع ہوتے ہیں خاص طور پر لڑکے تو باپوں کی طرف بھی رجحان بڑھتا ہے اس لئے کہ لڑکوں کا باہر جانا اور دوسرے کھیل کود کے کام میں رجحان زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض باپ اپنی بیوی کی ضد میں

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں